3446943

/ Khilāfat kī ḥimāyat mēn

// Khilāfat kamēṯī--

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلٰكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ (مائدہ)

ترجمہ

(ان منافقوں کو) اللہ (پاک) پر اور نبی پر اور شرع (محمدی) پر ایمان ہوتا تو مخالفین اسلام کو اپنے ولی نہ بناتے اور لیکن بہتیرے لوگ اُن میں سے حد سے گزرے ہوے ہیں ۵

دشمن حق سے مسلمانکی قرابت کیسی
اسکا رشتہ ہے فقط حبِّ خدا عزّوجل

خلافت کی حمایت

میں مخالفوں سے

ترک موالات

منجانب

خلافت کمیٹی وانمباڑی

علاقہ مدراس

۱۳۳۹ھ

مطبوعۂ مطبع شاہ الحمیدیہ مدراس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وذریاتہ واتباعہم اجمعین الی یوم الدین

اما بعد جمیع برادران اسلام پر یہہ واضح ہے کہ آج کل جمیع دنیائے اسلام میں سخت بےچینی اسوجہ سے پھیلی ہوی ہے کہ مخالفین اسلام نے اسلام کی عداوت میں مسئلۂ خلافت میں دست اندازی کی اور اسکو پارہ پارہ کردیا حالانکہ خلافت ہی اسلامی روسے مسلمانوں کے گروہ کے لئے بیخ وبنیاد کا حکم رکھتی ہے جبکہ ایسے بیخ وبنیاد کو مخالفین اسلام نے متزلزل کردیا تو حکمائے اسلام نے اسکا علاج از روے مذہب اسلام ان مخالفین کے ساتھ ترک موالات قرار دیا اور اس پر جمیع اہل اسلام بجز معدودے چند افراد کے عمل شروع ہی کرنے لگے لیکن خودغرض حضرات نے مخالفین کی حمایت میں گمنام یا بےموقع تحریریں شائع کرکے اہل اسلام کو ناخوش اور مخالفین اسلام کو خوش ہونیکا موقعہ عطا فرمایا ہے بقول دشمن پیمان دوست بشکستی ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی.

انا للہ وانا الیہ راجعون، اللّٰھم اھد قومی فانھم لا یعلمون (اے اللہ میری قوم کی رہبری فرما کہ وہ نادانی کر رہی ہے)

حضرات! مسئلۂ خلافت اسلام میں بڑا اہم اور ضروری مسئلہ ہے چنانچہ حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ[1] حنبلی رح اپنے فتاوی کی دوسری جلد مطبوعۂ مصر صفحہ ۲۶۲ میں یوں رقم فرماتے ہیں

---

[1] ان کی شان میں شمس العلماء مولوی شبلی صاحب نعمانی الندوہ نمبر ۹ جلد ۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء میں رقم فرماتے ہیں "یہ بزرگ بہت بڑے محدث اور ٹھیٹ مذہبی آدمی تھے انہوں نے گو فلسفہ میں کمال پیدا کیا تھا لیکن فلسفہ کو بالکل حقیر سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے فلسفہ کے رد میں ایک ضخیم کتاب چار جلدوں میں لکھی اب خوش قسمتی سے اس گروہ کی تصنیفات کی طرف توجہ مبذول ہوی ہے چنانچہ ان کی کتاب العقل والنقل اور منہاج السنہ (گمراہ فرقوں کے احوال میں) چھپکر شائع ہوی ہے" امام عینی حنفی اور حضرت ملا علی قاری حنفی اور حضرت شیخ عبدالحق رح دہلوی محدث ان کی مدح میں رطب اللسان ہیں ۱۲ منہ

"واما الحديث النبوي السلطان ظل الله
في الارض يأوي اليه كل ضعيف وملهوف
وهذا صحيح فان الظل مفتقر الى اوٍ وهو رفيق
له مطابق له نوعًا من المطابقة والاوي الى الظل
المكتنف بالمظل صاحب الظل فالسلطان عبد الله
مخلوق مفتقر اليه لا يستغني عنه طرفة عين و
فيه من القدرة والسلطان والحفظ والنصرة
وغير ذلك من معاني السودد والصمدية التي
بها قوام الخلق ما يشبه ان يكون ظل الله في
الارض وهو اقوى الاسباب التي بها يصلح
امور خلقه وعباده فاذا صلح ذو السلطان
صلحت امور الناس واذا فسدت فسدت بحسب فساده
ولا تفسد من كل وجه بل لابد من مصالح اذ هو
ظل الله لكن الظل تارة يكون كاملا مانعا من
جميع الاذى وتارة لا يمنع الا بعض الاذى واما
اذا عدم الظل فسد الامر كعدم سر الربوبية
التي بها قيام الامة الانسانية والله تعالى اعلم"

"اور جو حدیث میں آیا ہے کہ سلطان اللہ پاک کا سایہ ہے
زمین میں جسکی طرف ہر ایک بے بس اور مظلوم امن لیتے ہیں
یہ صحیح ہے، پس تحقیق سایہ کو ضرورت ہے امن لینے والے کی یعنی
سلطانکو رعیت کی ضرورت ہے۔ اور رعیت رفیق کا حکم اور رفیق
کیسا مطابقت[1] رکھتی ہے بہ نسبت سلطان کے۔ اور امن لینے والا
اس سایہ کی طرف یعنے رعیت جو پناہ اور آسرا پکڑنے والا
ہے سایہ ڈالنے والے (خدا) کا۔ سایہ والا ہوا (الحاصل
سایہ ڈالنے والا خداوند پاک ہوا اور سایہ سلطان اور
سایہ والی رعیت) پس سلطان خداوند تعالیٰ کا بندہ
اور ایسی مخلوق ہے کہ جسکی طرف (بندونکو حاجت ہے) اور جس سے
ایک پلک مارنے تک بے پروائی نہیں کیجا سکتی ہے اور
غیب سے اس سلطان کو قدرت اور غلبہ اور حفظ و نصرت
و دیگر سرداری اور بے نیازی کے وہ وہ اشیا حاصل ہیں جنسے
مخلوق کا قیام ہو سکتا ہے جو مشابہ ہے سایۂ خداوندی
کیساتھ جس سے مخلوق کے کام اور بندوں کے ضروریات
سنورتے ہیں اگر سلطان رہا تو لوگوں کے سب امور درست رہتے ہیں
اور جب سلطان بگڑجاتا ہے تو اسکے بگڑنے کے مطابق رعیت
اور مخلوق کے امور بگڑتے ہیں مگر پورے سارے نہیں بگڑتے بھر طور سلطان کیسا ہی ہو ضرور مصلحتیں ہوتی ہیں
اسلئے کہ وہ خدائی سایہ ہے لیکن سایہ کبھی پورا سا ہوتا ہے جو سب تکلیف سے حافظ و مانع ہوتا ہے اور کبھی کم

[1] اس سے یہ مطلب نہیں کہ سایہ کو کم ہی رہنے دیں بلکہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ جب سلطان سایۂ خداوندی ٹھہرا تو اسکو کامل اور پورا زور دار ہونے کی کوشش کریں جبکہ چھوٹا اور کم سایہ مفید ٹھہرا تو بڑے سایہ کی زیادہ ضرورت ہوئی
۱۲ منہ

ہوتا ہے تو بعض تکالیف سے محفوظ رکھہ سکتا ہی پہر طور سایہ نہ ہو تو دین بگڑ جائیگا گویا ربوبیت خداوندی کا وہ راز جس سے انسانی گروہ کا قیام ہے وہ معدوم ہو جائیگا واللہ تعالیٰ اعلم "

اگر مسئلۂ خلافت اسلام میں مہتم بالشان اور انتہا درجہ کا ضروری مسئلہ نہ ہوتا تو اسکے متعلق کتب عقائد وکلام میں اسپر طول طویل بحث نہ کیجاتی۔ آجکل چند گمنام و بے نشان وکس مپرس افراد کا خیال ہے کہ مسئلۂ خلافت سیاسی مسئلہ ہے مذہبی نہیں۔ یہ اونکا غلط اور باطل خیال ہے۔ ہاں خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافتِ راشدہ ہو بہو نمونۂ نبوت تہی جسکو خلافتِ کاملہ کہا جاتا ہے اور انکے دوسروں کی خلافت چونکہ اہل زماں معاصرین کے شاہی حالات کے ساتھ مختلط ہوتی چلی تو اسکا نام خلافتِ ناقصہ غیر کاملہ رکھا گیا (جیسا کہ عصام حاشیۂ شرح عقائد مطبوعہ یوسفی صفحہ ۱۰۹ میں ہے) جسکو حدیث میں ملک و امارت کا لفظ بہی آیا ہے مگر اسکے ساتھ ساتھ دوسری روایات میں، ہمیشہ ہمیشہ خلفاء ہوتے جائینگے اور ان میں خطا وقصور بہی ہونگے یعنے نمازوں کے اوقات میں تاخیر بہی کرینگے پہر بہی انکی اطاعت و سمع واجب کردیگئی اگرچہ کہ (اپنے زوروں کے بل خلیفہ بر خلاف وصف قرشیت) حبشی غلام بہی ہوگیا ہو اہل اسلام پر اسکی خلافت کی اطاعت فرض ہے اگر اسکے مقابل دوسرا خلیفہ بننے لگے تو اس دوسرے خلیفہ کو قتل کردینا چاہیئے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے اذا بویع للخلیفتین فاقتلوا الاخر منھما جبکہ دو خلیفوں کی اطاعت کا عہد لیا جاوے تو پچہلے کو قتل کر ڈالو۔

علامۂ تفتازانی شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں۔

ثم الاجماع علی ان نصب الامام واجب وانما الخلاف فی انہ یجب علی اللہ او علی الخلق بدلیل سمعی او عقلی والمذھب انہ یجب علی الخلق سمعا لقولہ علیہ السلام من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ ولان الامۃ قد جعلوا اھم المھمات بعد وفاۃ	پہر اجماع ہے اس بات پر کہ امام (خلیفہ) کا مقرر کرنا واجب ہے اور خلاف اسی میں ہے کہ مقرر کرنا خلیفہ کا اللہ پاک پر واجب ہے یا مخلوق پر۔ شرعی دلیل سے واجب ہے یا عقلی دلیل سے۔ اور (اہل سنت وجماعت کا) مذہب یہی ہے کہ (خلیفہ کا مقرر کرنا) مخلوق پر شرعاً ضروری ہے اسلئے کہ پیغمبر صلعم کا فرمان ہے کہ جو شخص اپنے زمانہ کا امام بغیر

النبی عم نصب الامام حتی قدموه علی الدفن وکذا بعد موت کل امام ولان کثیرا من الواجبات الشرعیة یتوقف علیه کما اشار الیه بقوله والمسلمون لابد لهم من امام الخ

اور حاشیۂ شرح عقائد نسفی مطبوعۂ یوسفی لکھنو صفحہ ۱۱ میں مرقوم ہے کما ذهب الیه الامامیة والاسمٰعیلیة او علی الخلق بدلیل سمعی وهو مذهب اهل السنة او عقلی وهو مذهب المعتزلة والزیدیة اھ

جاننے کے مرا تو اسکی موت جاہلیت کی موت ہوی اور صحیح روایت میں) ہے کہ تحقیق امت نے آنحضرت صلعم کے وفات کے بعد دفن کے قبل خلیفہ کے مقرر کرنیکو ضروری سمجھا اور یہی حال ہر ایک خلیفہ کے انتقال کے بعد گزرا اور یہہ بھی ہے کہ بہتیری شرعی ضرورتیں بغیر خلیفہ کے ادا نہیں ہوسکتی ہیں۔ اور اسیلئے امام نسفی رح نے یہ فرمایا ہو کہ مسلمانوں کے لئے خلیفہ ضروری ہے (روافض میں سے دو فرقوں، امامیہ اور اسماعیلیہ کا یہ اعتقاد ہے کہ امام کا مقرر کرنا خداوند پاک کا ذمہ ہے اور معتزلہ اور زیدیہ کا مذہب ہے کہ خلیفہ کا مقرر کرنا عقلاً ضروری ہے مگر اہل سنت و جماعت کا اعتقاد ہے کہ خلیفہ کا مقرر کرنا شرعاً مخلوق پر فرض ہے۔

اور قرآن مجید میں ہے وَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۤءَ اِلٰۤى اَمْرِ اللّٰهِ

اور اگر دو ٹکڑیاں ایمانداروں میں سے باہم لڑیں تو ان میں اصلاح کرو۔ پس اگر بغاوت (زیادتی) کی ان دو میں کی ایک نے دوسرے پر تو تم لڑو اس سے جو بغاوت کی یہانتک (باغی ٹکڑی) رجوع کرلے خدا کے حکم (یعنے بغاوت نہ کرنے والی جماعت) کی طرف

اب رہے باغی لوگ جنکے ساتھ لڑنے اور قتل کا حکم قرآن مجید میں آیا ہے آیا وہ کافر ہیں یا نہیں اسمیں مفسرین کا سلف و خلف سے اختلاف چلا آیا ہے جو لوگ کافر نہیں کہتے ہیں انکا یہ کہنا ہے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ آیا ہے کہ ایمانداروں کی دو جماعتیں جب لڑیں ایمانداروں کا لفظ آنے کے بعد ہم ان کو کافر نہیں کہہ سکتے ہیں صرف لڑنے اور قتل کا حکم بجا لانا ہمارا کام ہے بعض مفسرین یہ کہتے ہیں کہ باغی کافر ہیں مگر بغاوت کرنے کے پہلے کے اعتبار سے انکو ایماندار فرمایا گیا ہے ایسا قرآن مجید میں مرتدوں کی بابت بھی ایمانداروں کا لفظ آیا ہے

چنانچہ ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ الآیة

اے ایمان والو جو کوئی تم میں سے مرتد ہو جاوے اپنے دین سے الخ

یہ سارا خلاصہ ہی تفسیر نیشاپوری مصری جلد ۲۶ صفحہ ۷۰ کا جو حاشیہ ابن جریر طبری پر ہے۔ اسی تفسیر نیشاپوری کے صفحہ ۷۲ میں آیہ مذکورہ کے ماتحت مرقوم ہے۔

واعلم ان الباغية فی اصطلاح الفقهاء فرقة خالفت الامام بتاویل باطل بطلانا بحسب الظن لا القطع فيخرج المرتد لان تاويله باطل قطعا اھ

اور یہ جان رکھو کہ فقہاء کی اصطلاح میں باغی لوگ اس گروہ کو کہا جاتا ہے جو خلیفہ کا خلاف کریں ایسی باطل تاویل سے جسکا باطل ہونا ظنی ہو یقینی باطل نہ ہو اگر یقینی باطل ہو تو اسکو مرتد کہا جاتا ہے

اگرچہ کہ مذکورہ آیت عبد اللہ بن ابی ابن سلول نام کا مسلمان درحقیقت منافق کی شان میں اُتری جسنے مسلمانوں کے مابین تفرقہ ڈالنے کی ایک وقت کوشش کی تھی مگر مفسرین وامت نے سب تفرقہ اندازیوں کی بابت قیامت تک کے لئے اس آیت کا حکم باقی رکھا اور یہی حال ہے قرآن پاک کا کہ کبھی کسی موقعہ پر نازل ہوتی مگر اسکا حکم ہمیشہ کیلئے رکھا جاتا ہے جبتک کہ کسی خاص موقعہ کی اسمیں تخصیص نہ ہو۔ اور حدیث شریف میں آیا ہی کہ

من فارق عن الجماعة شبرا فقد خلع ربقة الاسلام عن عنقه او کما قال الحدیث

جسنے خدائی جماعت (خلافت) سے ایک بالشت جدا ہوا پس تحقیق نکالدیا اسلام کی ڈوری کو اپنے گلے سے

اس تمہید سے خلافت کی اسلامی ضرورت ناظرین پر عرض کردینے کے بعد واضح ہو کہ ایسی ضروری چیز پر جب مخالفین اسلام کا حملہ ہوا تو چند خود غرض یا کم فہم لوگوں نے اُلٹے اس خلافت کو سنبھالنے کے لئے سینہ سپر ہو کر کوشش کرنیوالے ترکی بھائیوں کو ناعاقبت اندیشی اور ینگ ٹرکی ہونیکا الزام لگا کر گورنمنٹ کو خوش کیا اور اہل اسلام کے سینوں پر زبانی قلمی نیزے لگا کر دلوں اور جگروں کو پارہ پارہ کردیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایسے نام کے مسلمانوں میں آجکل دو فریق نظر آتے ہیں ایک تو نفس خلافت کو شرعی چیز ہی نہیں سمجھتے ہیں حالانکہ خلافت شرعًا مسلمانوں پر ضروری چیز ہے چنانچہ ہمنے شرع عقائد وغیرہ سے اسکا ثبوت بخوبی دیدیا ہے اور بعض اپنی زبانوں سے خلافت کی ہمدردی کا دعوی و زعم کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ ہم مخالفین اسلام اور خلافت کو پرزہ پرزہ کرنے والوں کے ساتھ موالات رکھینگے کیونکہ ترک موالات کا شرعًا ثبوت نہیں ہے حالانکہ الحب للّٰہ والبغض للّٰہ والی حدیث ترک موالات کے لئے

اعلیٰ منادی ہے اور اسکے علاوہ ہندوستان کی جمعیتِ علماء نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے یہ بخوبی ثابت فرمادیا ہے کہ ترک موالاۃ کا قرآن مجید اور احادیث پاک بڑے زور کیساتھ حکم فرما رہے ہیں۔ ان علماء کرام کی تقریروں وتحریروں کو دیکھکر بعض مخالفین حضرات نے ان علماء کی شان میں نام نہاد علماء کا خطاب تجویز فرمایا ہے آنحضرت صلعم کو دشمن ۔ مُذَمَّم (برائیوں والا) کہتے تھے اور آپ مسکرا کر فرماتے تھے کہ میں تو محمد (خوبیوں والا) ہوں

اب ہمارے روبرو چند تحریریں ترک موالات کے خلاف میں موجود ہیں جنکا رد ہمارے علماء کرام عموماً اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعے اور حضرات علماء وانمباڑی جناب مولانا الحاج مولوی عبدالمجید خاں صاحب دامت برکاتہم وجناب مولانا مولوی محمد ہاشم صاحب دامت برکاتہم وجناب مولانا الحاج مولوی محمد عبدالہادی صاحب دامت برکاتہم وعظوں کے ذریعہ بخوبی فرماچکے ہیں جزاہم اللہ تعالیٰ عن الاسلام خیرالجزاء آمین۔ ان بیش بہا تحریروں اور تقریروں کے بعد مخالفین کی سعی تشکیک ووسوسہ اندازی کے خیال سے جو تھی رائگاں گئی۔ الحمدللہ علیٰ ذلک ۔ تخصیص کے ساتھ ہمکو ہمارے ہمدرد وفخر قوم علامہ مولانا محمد عبدالمجید صاحب مدیر قومی رپورٹ مدراس دام کرمہم کے تہ دل سے ممنونیت کا اظہار کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے مسئلہ خلافت کی ضرورت ۔ اسکے مخالفین کے رد اور ترک موالات کے اثبات پر عموماً اپنی جسمانی وقلمی جانفشانی کا روز روشن کی طرح ثبوت دیا اور خصوصاً جناب مولانا مولوی ضیاء الدین محمد صاحب صدر انجمن تعلیمی وانمباڑی کی کھلی چٹی کے جواب مسلسل دینے میں اپنے اخبار کو وقف فرمادیا بارک اللہ تعالیٰ فی بقائہ آمین اہل حق کی اتنی مساعی کے بعد ہم کو اس تحریر کی چنداں ضرورت باقی نہ رہی مگر اسوجہ سے کہ ہم کو اپنے علماء سے سُنی ہوی چند باتیں جو یاد رہگئیں تہیں اور جنکو ہم اپنے خیال کے مطابق اپنی قوم پر ظاہر کرنا مناسب سمجھتے تھے تو ہمنے اس تحریر کو شائع کرنا باعث تشفی قوم سمجھا۔

حضرات! مخالفین اسلام کیساتھ مقابلہ (اپنی اپنی طاقت کے موافق مدافعت کرتے رہنے میں خداوند پاک کی کئی مصلحتیں ہیں جنکی بابت خداوند تعالیٰ شانہ کا سورۂ حج میں ارشاد ہے

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا ط وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ط اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ ط وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ۝

اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے. تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جنمیں بہت پڑھا جاتا ہے نام اللہ کا اور البتہ اللہ مدد کریگا اسکی جو مدد کریگا اسکی. بے شک اللہ زبردست ہے زور والا. وہ لوگ جنکو اگر ہم مقدور دیں ملک میں تو قائم کریں نماز کو اور دیں زکوۃ اور حکم کریں بھلائی کا اور منع کریں برائی سے اور اللہ کے اختیار ہے آخر ہر کام کا

ان مخالفین اسلام نے ترکوں کا کوئی قصور نہیں دیکھا جنکے متعلق غیر منصفانہ فیصلہ صادر کیا اور جن ترکوں کی بابت اہل غرض نام نہاد اہل اسلام نے ناعاقبت اندیش کا نام تجویز کیا حالانکہ وہ ترک اسلام اور خلافت کی حمایت وحفاظت کی خاطر وطنوں اور آرام کو چھوڑکر بیابان نوردی میں قیس (مجنون) کو ہی مات کردیا عشق حقیقی کی مستی ونشہ میں سب تکالیف کو اپنے لئے عین آرام سمجھا مصطفےٰ کمال اور اسکی جماعت جیسے کوئی اسلامی جوش ونشہ کو تو دکھلاوے گھر بیٹھے آرام وراحت میں الزام و طعنے دینا آسان ہے ؎ شکست وفتح ہے قسمت کے ہاتھ میں اے امیر مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا اسلام کے نام لیوا ہونا ہی ان حقیقی عاشقوں جانبازوں کا قصور ہے جنمیں وہ بیابان وصحرانوردی وسر بکف ہو کر جانبازی میں لگے ہوئے ہیں اور یہ ان کا سچا حال ہے ؎ نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت سر دوستاں سلامت کہ بہ خنجر آزمائی ہمیشہ سے فدائیان اسلام کا مخالفین کے پاس یہی قصور چلا آیا ہے

اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ (سورۂ حج

جو لوگ نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق صرف اسی کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے

اب ہماری نظر میں خلافت اور ترک موالات کے خلاف میں دو تحریریں جناب حاجی مولوی ضیاء الدین محمد صاحب دہلوی کی ہیں (۱) کھلی چٹی بنام جناب مولانا محمد عبدالمجید صاحب شرر مدراسی

فدائی اسلام (۲) خط بنام جناب بین مولانا صاحب سرگرم رکن خلافت کمیٹی وامباڑی ۔ اور ایک تحریر غیر معروف آدمی نظام الدین احمد خان صاحب گورکھپوری کے نام کی ہے جسکو مخبر دکن پریس مدراس میں طبع کراکے شایع کرایا گیا ہے جسکا نام بسط الکلام ہے مذکور تینون تحریرون میں دیکھا گیا تو حامیان خلافت و تارکان موالات کے زبردست دلائل کے ساتھ معارضہ اور تعرض کرنا اور ان کا توڑنا اور ان کے جوابات دینا جو مناظرہ کے روسے ان کے ذمہ واجب ضروری تھا کسی نے بھی وہ کام نہ کیا بلکہ تینون تحریریں داب مناظرہ وجادۂ تحقیق کے برخلاف خود باہمی ربط و سیاق وسباق کی رعایت سے بالکل عاری ہونے کے علاوہ صرف اہل حق پر غلط الزامات سے پُر ہیں اور طرہ یہ کہ خود ان کے دعوائے موالات کے لئے ان کی تحریریں ذرہ بھر مفید نہیں ہیں چنانچہ ذیل کی ہماری تحریر سے انشاءاللہ تعالےٰ ناظرین پر واضح ہو جائیگا ۔ اب ان کے دعاوی کو نمبرواری دیکھیں پھر اُن کے جوابات پر غور فرمائیں انشاءاللہ تعالیٰ حق و باطل میں فرق بخوبی ظاہر ہو جائیگا ۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ اُنیب

حامیان موالات کے دعاوی

(۱) جناب مولوی ضیاء الدین محمد صاحب نے کھلی چٹی بنام مکرم جناب مولوی محمد عبدالمجید صاحب شرر دام لطفہ میں رقم فرمایا ہے کہ

"احقر کا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ حتی الوسع مسلمانوں کے مذہبی اختلافات مخالف اقوام پر ظاہر نہ کئی جائیں اسی بنا پر موالات تعاون میں جو شرعی فرق ہے (اور ایک فریق کفار سے موالات ناجائز تعاون کو جائز سمجھتی ہے اور ایک فریق اس فرق کی قائل نہیں ہے) اس مضمون کو اخبارات میں طبع کرانا نامناسب سمجھتا رہا لیکن آپکے اخبار کے دو نمبروں میں میری ذات پر نامناسب حملہ کیا گیا ناگزیر اسکا جواب آپ کو تحریر کر رہا ہوں"

حضرات! آپ غور فرمائیں کہ جناب مولوی صاحب ممدوح کی بالا تحریر کے مطابق اگر اہل اسلام میں دو فریق ہیں تو ضرور آپکے پاس ایک فریق حق پر اور دوسری فریق باطل پر ہوی جس کو اپنی زعم میں

آپ باطل پر سمجھتے ہیں وسکو راہ راست پر لانا اور اسکو نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کرنا آپکا فرض منصبی تہا جسکے ادائیگی میں آپکو اغماض و اعراض ہرگز درست نہ تھا اور آپ پر قومی رپورٹ کے نامناسب دو حملوں تک آپکی تاخیر اور ان دو حملوں کے بعد کھلے میدان میں قدم رنجہ فرماکر ناگزیر کھلی چٹھی تحریر کرنی آپکے شان کے غیر مناسب تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکی اس تحریر کو اخلاص و للّٰہیت سے تعلق نہیں صرف حملوں کا معاوضہ آپکے مدنظر ہے۔ اگر آپکو اخلاص مدنظر ہوتا یا حقگوئی میں سبقت فرماتے یا مذکور اختلاف کو اگر مذہب کیلئے چنداں مضر نہ سمجھتے تو اپنے مسلک پر اپنی تحریر و دعوی کے مطابق قائم رہتے۔ جو آپ رقم فرماتے ہیں کہ " احقر کا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ حتی الوسع مسلمانوں کے مذہبی اختلافات مخالف اقوام پر ظاہر نہ کئے جائیں "

طرز و ادائے دلبری پہلے تمہیں آتی تھی ۔۔۔ کسنے تمہیں سکھایا شیوہ نیا چلن نیا (شاکر)

اگر واقعی آپکا ہمیشہ سے یہی مسلک رہا ہے تو مبارک باشد اگر یہ مسلک اور آپکا دعوی صحیح ہوتا تو قومی رپورٹ کے حملوں سے آپ جذبہ و حرکت میں نہیں آجاتے اور تو تو میں میں کی نزاع میں تشریف فرما نہ ہوتے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا دعوی مذکور ہی صحیح نہیں یا صحیح ہے تو ان حملوں کے پہلے تک وہ مسلک تھا مگر بعد میں آپکے نفس نے آپ پر غلبہ و سطوت جمالیا جو اپنے آپ سے آپکو باہر کردیا۔ اسکے سوا یہ بات بھی ہے کہ جناب مولانا ناشر صاحب نے اپنے حملوں سے انکار بذریعہ تحریر فرمادیا ہے اون کے ہر دو حملوں کا ثبوت دیئے بغیر آپکی تحریر قبل از وقت ثابت ہوگی یا قومی رپورٹ کے پاس افتراء۔

(۲) جناب مولوی صاحب ممدوح جناب ہی مولانا صاحب متوطن واہنباڑی کی جانب خط میں رقم فرماتے ہیں کہ " اصل مسئلہ یہ ہے موالات علیحدہ شے ہے تعاون علیحدہ چیز ہے غلط بحث نہ کرنا چاہیئے ع

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی ۔ موالات مشرکین ۔ اہل کتاب ۔ مسلمان فاجر کسی سے بھی جائز نہیں بخلاف تعاون کے ان سب لوگوں سے جائز ہے "

حضرات! آپکی بالا تحریر سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں ایک تو موالاۃ اور تعاون دونوں باہم الگ الگ چیزیں ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ موالاۃ مخالفین اسلام سے جائز نہیں مگر تعاون سب سے

جائز ہے۔ اب تو ہمکو ترکِ موالات کے اثبات کی تکلیف سے سبکدوشی حاصل ہو چکی کیونکہ آپنے ہی اسکو ناجائز فرما دیا اب ہمپر صرف یہ ضروری ہے کہ تعاون کے جائز ہونیکا رد کریں اور تعاون و موالاۃ کے جدا جدا چیزیں ہونے کے خیال کا ابطال کر کے دکھلادیں کہ سہ ایں خیال ست و محال است و جنوں ٭ دونوں میں فرق کے مدعی پر لغۃً اور شرعاً و عرفاً و مصداقاً ثبوت کا بار تھا۔

خیر۔ ہمارے ناظرین! مولوی صاحب ممدوح کی اس تحریر سے جو جناب ہی مولانا صاحب کی جانب روانہ کی ہے اس سے تعاون و موالاۃ کو دو الگ چیزیں ہونیکا دعویٰ پایا گیا اب جناب مولانا شرر صاحب کے نام کی کھلی چٹی منجانب مولوی صاحب ممدوح کے کالم ۴ مطبوعہ حیدری پریس رائیپٹ مدراس کو ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں کہ

"کافروں کا مال مباح ہے لینا مسلم کو جس طریقے سے ہی ہو بجز غبن کے) اسکے ترک پر کسی کو مجبور کرنا اسکے نہ ماننے پر اس سے ترک موالات کرنا اس کی وجہ سے مسلمانوں میں فرقہ آرائی اور قدیم عداوتیں ظاہر کرنیکے لئے موقع دینا خلاف شرع بھی ہے اور خلاف عقل"

حضرت مولوی صاحب! اب ہم آپ سے یہ دریافت کرتے ہیں کہ اس ٹکڑے میں آپنے ترک موالات کرنا جو جملہ استعمال فرمایا آیا یہ فعل قلب محض ہے یا فعل ظاہری؟ اگر فعل قلب مراد ہے تو وہ کسی پر بجز علام الغیوب کے ظاہر نہیں ہو سکتا جسکی وجہ سے مسلمانوں میں باہمی فرقہ آرائی اور قدیم عداوتوں کے ظاہر کرنیکا موقع حاصل ہو۔ اب اگر اس ترک موالاۃ سے مراد ترکِ ظاہری مقصود ہے تو وہی ترک تعاون ٹھہرا۔ حالانکہ آپ دونوں کے جدا ہونیکا دعویٰ فرماتے تھے اور یہاں آپکے کلام سے دونوں ایک ثابت ہوئے۔ ہاں اس ٹکڑے میں کافروں کے مال کو مسلم کیلئے مباح جو قرار دیا ہے اور اسکی مخالفت کو خلاف شرع و خلاف عقل کا جو حکم لگایا ہے اسکے متعلق گرانٹ کی بحث میں انشاء اللہ تعالیٰ کچھ عرض کر دیا جائیگا فتربصوا انی معکم من المتربصین اور خداوند پاک کا بہت شکر ہے کہ جناب مولوی صاحب ممدوح نے اپنی کھلی چٹی کے شروع میں موالاۃ اور تعاون کے اپنے زعمی فرق کو شرعی فرق قرار دیا ہے جسکی وجہ سے ہمکو لغۃً اسپر بحث کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ صرف ہمکو مولوی صاحب ممدوح سے یہ دریافت کرنا ہے کہ خود اگر کسی کی سلف سے

تقلید نہیں فرماتے ہیں بذاتِ خود کسی آیت یا حدیث یا اجماع یا قیاس یا استحسان سے ثابت فرمادیں کہ دونو الگ الگ شئی ہیں یا اگر کسی امام کی ائمہ اربعہ رح سے تقلید کرتے ہیں تو ان کا فتوی اور جزئی بحوالۂ صحیح نقل فرمادویں کہ موالاۃ الگ شئی ہی اور تعاون الگ اور پہلی چیز مشرکین اہل کتاب و فاجر مسلمین سے ہی ناجائز ہے اور دوسری چیز سب سے جائز فعلیکم بتصیح النقل

حضرت مولویصاحب: آپنے تعاون کو سب کفار و مشرکین و اہل کتاب و فاجروں کے ساتھ جائز تحریر فرمایا ہے اور موالاۃ کو اس سے جدا کہا ہی مگر اس جدا کہنے کو نہ نباہا اور دونوں کو متحد بنا دیا ہے

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں لو اپنے آپ دام میں صیاد آگیا

کیا آپکی متضاد تحریروں کو پبلک مان سکتی ہے؟ یا اُس شیخ العرب والعجم فخر الاسلام والمسلمین وارثِ صادقِ رسول اللہ فرزندِ فاروق اعظم حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رح کے اُس فتوی کو؟ جسمیں بہ دلیلِ آیت سے تعاون کو ناجائز اور اس تعاون کو موالاۃ قرار دیا ہی اور وہ فتوی نصاری کی ملازمت دعیرہ کی بابت ہی دیا گیا تھا جسکو مولوی صاحب ممدوح نے کھلی چٹی کے کالم ۳ میں جائز قرار دیا ہے دیکھو "مسول ملازمتین کا لفظ"

موعودہ آیت یہ ہے وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ - اور مت ایکدوسری کی مدد کرو گناہ اور زیادتی پر اور انکا فتوی مذکور انکے مجموعۂ فتاوی سے نکالکر بطور اشتہار فارسی اور اردو ترجمہ کیساتھ تقریباً دو ماہ کے قبل شائع بھی کردیا گیا ہے۔

دونوں الفاظ (تعاون و موالاۃ) کے فرق کو جبکہ آپ شرعی فرق قرار دیتے ہیں لغوی بحث نہ فرماکر یہ بتلادیں کہ مقصداً قاداً عملاً از روے شرع فلان معنے پر تعاون کا لفظ صادق آتا ہے جہاں موالاۃ مستعمل نہیں ہوسکتا اور جہاں اسکا استعمال ہوتا ہو وہاں تعاون کا لفظ منطبق نہیں ہوسکتا ہے تو آپ بہ نظرِ انصاف و غیرتِ ایمانی آیاتِ قرآن مجید پر غور و تدبر فرمائیں اور انکے سیاق و سباق (آگے پیچھے کے کلام) اور ربطِ الفاظ و قرائن اور ان آیات کے شانِ نزول اور احادیث صحیحہ سے ان آیات کے متعلق واقعات پر نظر فرماکر علانیہ شہادت دیں کہ تعاون الگ ہے

اور موالات الگ۔

ناظرین: اب آپ بغور سنیں کہ تعاون کا معنے جہاں قرآن پاک میں یہ لفظ آیا ہے اسکا معنے ہی باہمی مدد ونصرت اور یہی معنے مدد ونصرت کے مفسرین اولیاء کے لفظ کے فرماتے ہیں۔ اور یہی اولیاء کے لفظ کے باب مُفاعلۃ کا مصدر مُوالاۃ ہے اب مفسرین کے اقوال کے ساتھ اولیاء کے لفظ کے معنے سنیں اور اس اولیاء کے لفظ کے مقامات کے سیاق وسباق (آگے پیچھے کے الفاظ) سے بھی نصرت کے معنے ہی پائے جاتے ہیں اور اس لفظ اولیاء کے شانِ نزول کے صحیح حدیثی واقعات سے بھی موالاۃ وتعاون ہم مصداق قرار پاتے ہیں۔ سورہ ممتحنہ میں خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِالْمَوَدَّةِ الآیہ	اے ایمان والو مت بناؤ تم میرے اور تمہارے دشمنوں کو مددگار جو ڈالتے ہو تم اونکی جانب دوستی کو۔

اے ہمارے معزز ناظرین! بغور قرآن کے الفاظ پر نظر ڈالیں اس آیت میں اولیاء سے مراد صرف دلی محبت جو چھپی ہوئی چیز ہے وہی مراد نہیں بلکہ ایسے ولی ومددگار انکو (مخالفین اسلام کو) نہ بنایا جاوے جنپر اپنی محبت ومودّت کا عملی اظہار بھی ہو چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی حاطب رض بن ابی بلتعہ کے شان میں جنہوں نے حضرت صلعم کے غزوۂ مکہ کی تیاری کی خبر دینے والا ایک خط مخالفین اسلام کو لکھ بھیجا تھا تاکہ وہ اہلِ مکہ مخالفین اسلام حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے اہل وعیال جو مکۂ معظمہ میں مقیم تھے ان کی مدد کریں۔ (اب بھی چند حضرات کو اپنی اپنی غرض مخالفین سے موالاۃ پر آمادہ کرتی اور ترک موالاۃ سے روکتی ہے) اور مذکورہ خط کے واقعہ پر مرقومۂ بالا آیت پاک نازل ہوئی۔ اب آپ حضرات ہی انصاف فرمائیں یہ فعل صرف قلبی تھا یا عملی جسکے ترک کا حکم اس آیت پاک میں دیا گیا۔ اگر عملی فعل وتعلق کے ترک وقطع کرنیکا حکم اس آیت میں ہے اور ہے ہی ہی تو تعاون اور موالاۃ کو شرعًا الگ الگ مصداق قرار دینا حامیانِ موالاۃ وتعاون کی زبردستی و بے انصافی ہے۔ تفسیر ابن جریر مصری جلد ۲۸ میں اس آیت کے تحت میں یوں مرقوم ہے کہ

اولیاء یعنی انصارًا	اس آیت میں اولیاء سے مراد ناصر ومددگار ہیں۔

سورۂ انفال میں ارشاد ہوتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا اُولٰٓئِکَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یُھَاجِرُوْا مَالَکُمْ مِّنْ وَّلَایَتِھِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُھَاجِرُوْا الآیۃ

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط اِلَّا تَفْعَلُوْہُ تَکُنْ فِتْنَۃٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ کَبِیْرٌ

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑا اور جہاد کیا اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ (پاک) کی راہ میں اور جن لوگوں نے کہ (مسلمان بے وطنوں کو) جگہ اور مدد دی یہ لوگ ایکدوسرے کے یار و مددگار ہیں اور جو لوگ ایمان تو لائے پر وطن چھوڑا تو تمہاری کارسازی ان کے ساتھ وطن چھوڑنے تک کچھ نہیں (یعنے جائز نہیں)

اور جو لوگ کافر ہوی وہ ایکدوسرے کے کارساز ہیں۔ (اے مسلمانو) تم ایسا (ترک موالاۃ کافروں کے ساتھ) نہ کرو تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہوگا

اس آیت کے تحت میں امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳ مصری)

بعضھم انصار بعض واعوان علی من سواھم من المشرکین وایدیھم واحدۃ علی من کفر باللّٰہ وبعضھم اخوان لبعض دون اقربائھم الکفار

موالاۃ سے یہاں یہ مقصود ہے کہ مسلمان آپس میں ایکدوسرے کے معاون و مددگار ہیں کفار کے مقابلے میں اور سب کے ہاتھ ملکر خدائے پاک کے منکروں پر ایک ہاتھ منکر نظر آئیں۔

اور آپس میں مسلمانوں کا بھائی بھائی کا معاملہ ہو اور ایسا معاملہ رشتہ دار کافروں کیساتھ نہ چاہیئے۔

اور اسی جگہ امام نیسابوری اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں (جلد ۱۰ صفحہ ۳۳ مصری)

ظاھرہ اثبات الموالاۃ بینھم والغرض نھی المسلمین عن موالاتھم وان کانوا اقارب ثم قال الا تفعلوہ ای ما امرتکم بہ من موالاۃ المسلمین المھاجرین ومن عدم موالاۃ غیر المھاجرین الا فی حالۃ الاستنصار ومن عدم موالاۃ الکفرۃ اصلا تکن فتنۃ ای تحصل مفاسد

مذکورۂ بالا آیت شریفہ سے مسلمانوں میں باہمی موالات اور کفار کیساتھ ترک موالات کی غرض ثابت اور ظاہر ہوتی ہے اگرچہ کہ دشمنان اسلام تمہارے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ ان کے ساتھ ترک موالات یہانتک کرو کہ ان سے میراث بھی نہ لو۔ انہیں کفار کو آپس میں لینے دو۔ پھر یہ بھی فرمایا۔ کہ بیوطن مسلمانوں کے ساتھ سب قسم کی امداد اور ہر موقع پر

موالات بیز گوا ستوار رہے بعضھم بعضاً

عظیمۃ فی الارض من تفرق الکلمۃ واختلاط المومن بالکافر ووقوع الھوج والمرج اھ

یہانتک کہ اپنی میراث میں بہی اور غیر مہاجر مسلمانوں کی امداد صرف دینی طلب کے موقعہ پر۔ اور دشمنان اسلام کے ساتھ ہر طرح کی ترکِ اعانت سب ہو تو نیز اگر نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑے بڑے فساد اور پھوٹ اور مسلمانوں کا دشمنان اسلام کیساتھ میل ملاپ وخلل انداز یان اور قتل وخون واقع ہوجاینگے

مذکورۂ بالا آیت اور اسکی تفسیروں سے موالاۃ سے صرف قلبی تعلق مراد نہیں لیا گیا اس جگہ موالاۃ سے یا نصرت ومدد مراد ہے جیساکہ اکثر مفسرین کا قول ہے یا موالات سے مراد مال کا وارث بننا ہے۔ جیساکہ بعض مفسرین کا کہنا ہے کیونکہ نیچے اُولوا الارحام (رشتہ داروں) کا ذکر آیا ہے ان پیچھے والوں کی تفسیر کے مطابق معنے یہ ہوئے کہ پہلے مسلمانوں کے آپس میں مُوالاۃ (ایکدوسرکی مدد) یہانتک کہی گئی تہی کہ مُہاجرین مسلمانوں کو انصار کے وارث بنادیا اور ان کے رشتہ داروں سے ترک موالاۃ مسلمانوں پر اسقدر کرادیا کہ باہمی رشتہ داری کے حق میراث کے ان کو غیر وارث ٹھرادیا پہر جبکہ وہ کفار رشتہ دار مسلمان ہوچکے اور مہاجر مسلمانوں میں وسعت آنے لگی اور انصار کی نُصرت کے محتاج نہ رہے۔ توتب اولوا الارحام والی آیت نازل فرماکر بعد حقِ وراثت رشتہ داروں کو دلایا۔ یہی موالاۃ کی ترغیب والی آیت تہی جسنے اپنے بہائی کفار کی وراثت سے مسلمانوں کو نفرت دلائی اور مسلمان مُہاجر بہائیوں کی امداد واعانت پر یہانتک اُبہاری کہ دو بیویوں والا انصاری اپنی ایک خوبرو عمدہ بی بی کو طلاق دیکر مُہاجر بہائی کی بیوی بنانے پر آمادہ ہوگیا۔

مُوالاۃ کا معنے صرف قلبی محبت اور ترک موالاۃ کا محض قلبی نفرت ہوتی تو سلف کی مذکور کارروائیاں جسکی بناء موالاۃ وترکِ موالاۃ کے لفظوں پر رکہی گئی تھی وہ ان صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی عدم فہم پر محمول ہوتیں حالانکہ وہی صحابہ ہم سے بہتر واعلیٰ سمجھنے والے تھے قرآن پاک کے جنہوں نے موالاۃ سے مراد علمی تعلق مراد لیکر ان آیات شریفہ پر عمل کرکے مُوالات وترکِ مُوالات کے مقامات کا نقشہ امت محمدیہ کے روبرو پیش کردیا۔ اللھم ارض عنہم وارضھم امین

سورۂ آلِ عمران میں یوں ارشاد ہے لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ | نہ بناویں مسلمان کافروں کو مسلمانوں کے

الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ج ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیء الا ان تتقوا منہم تقٰۃ ط ویحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر ہ

سوائے مددگار۔ اور جو کوئی بناوے پس اللہ تعالیٰ سے وہ (کسی قسم کے ذمہ) میں نہیں ہے۔ مگر یہ کہ بچو تم ان سے کچھ بچنا۔ اور اللہ پاک تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ کی طرف ہے جانا (ہر ایک کا)

تفسیر نیسابوری جلد ثالث صفحہ ۱۷۳ مصری میں مرقوم ہے

ان لکم فی موالاۃ المومنین مندوحۃ عن موالاۃ الکافرین فلا تؤثروہم علی المومنین وھو (المراد منہ) الرکون الیہم والمعونۃ و المظاہرۃ لقرابۃ او صداقۃ قبل الاسلام او غیر ذلک من دون المؤمنین لیعلم ان الاشتراک بینہم وبین المومنین فی الموالاۃ غیر ممتنع وھذا امر معقول فان موالاۃ الولی وموالاۃ عدوہ ضدان قال ؎

تود عدوی ثم تزعم اننی
صدیقک لیس النوک عنک بعازب اھ

تحقیق تمہارے لئے مسلمانو! اپنے بھائی مسلمان کیساتھ موالاۃ میں اتنی گنجایش رکھی گئی ہے جسکی برکت سے تمکو کافروں کی امداد واعانت (موالاۃ) کی ضرورت باقی نہ رہی پس تم مسلمان بھائیوں کے ہوتے ان دشمنان اسلام کو (مدد دیکر) آگے نہ بڑھاؤ۔ اس جگہ آیت سے مراد یہی ہے کہ قرابت یا اسلام کے قبل کی آشنائی یا اور کوئی غرض سے ان دشمنان اسلام کیطرف جھکجانا اور انکی تائید و مدد دینا یا لینا سب ان دشمنان اسلام سے ممنوع ہے خداوند پاک اس آیت میں من دون المؤمنین کا لفظ جو فرمایا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ دشمنان اسلام اور مطیعان اسلام دونوں کیساتھ موالاۃ کا دعویٰ کوئی کرے تو غلط ہے اور یہ معقول بات ہے کہ کسی دوست کیساتھ دوستی اور اسکے دشمن کے ساتھ بھی یارانہ یہ دونوں ضد ہیں۔ شعر کا ترجمہ ہے ؎ تو میرے دشمن کو چاہتا پھر کہتا ہے کہ میں تیرا دوست ہوں تو یقین ہے کہ تو اس دعویٰ میں حماقت سے جدا اور دور نہیں

اور تفسیر ابن جریر طبری جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ مصر یوں مرقوم ہے

لا تتخذوا ایہا المومنون الکفار ظہرا وانصارا فانہ من یفعل ذلک فلیس

اے مسلمانو دین اسلام کے دشمنوں کافروں کو پشتیبان اور مددگار نہ بناؤ اگر ایسا کوئی بناوے اللہ تعالیٰ سے وہ

مِنَ اللّٰہِ فِی شَیْءٍ یعنی بذلك فقد بری
من الله وبرئ الله منه بارتداده عن دینه
ودخوله فی الکفر
قال ابوالعالیۃ التقیۃ باللسان ولیس
بالعمل اھ

الگ اور اللہ تعالی اس سے الگ ہوگیا کیونکہ وہ مرتد
ہوکر کفر میں داخل ہوگیا - امام ابوالعالیہ رض فرماتے ہیں
کہ اگر دشمنان دین سے کچھ خوف ہو تو صرف زبان سے بچاؤ
کی کوئی بات کیجا سکتی ہے مگر ان کے ساتھ عملی تعلق بچاؤ
کی غرض سے جائز نہیں ؛

اور اسی سورۂ آل عمران کی دوسری آیت ہے جس سے اولیاء اور موالاۃ کے لفظ کی شرح وتفسیر بطانۃ
کے لفظ سے کیگئی ہے جسکا معنے ہے تمہارے کاموں میں دخل دینے والا۔

اور حدیث پاک میں ہے القرآن یفسر بعضہ بعضا
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً
مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا
مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ
اَفْوَاهِهِمْ ۚ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ
قَدْ بَیَّنَّا لَكُمُ الْاٰیٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ

- قرآن پاک کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھولدیتا ہے
اے ایمان والو اپنوں کے سوا (دوسروں) کو
اپنے دخیل کار مت بناؤ. تمہاری تباہی میں وہ کوتاہی
نہ کرینگے وہ تمہاری ایذا کی حالت چاہتے ہیں. ان کے
زبانوں سے تو بلاشک دشمنی ظاہر ہوچکی اور ان کے
سینوں کی چھپی ہوی (دشمنیاں) بہت بڑی ہیں. اگر

تم عقل رکھتے ہو تو تم پر ہم کھول چکے ہیں (اون دشمنان دین کا حال)

حضرات ! اس آیت شریفہ سے ایک تو موالاۃ کا معنے کاموں میں دخل دینے والا بنانا معلوم ہوچکا پھر
کے علاوہ جن دشمنوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں. فی زمانہ یہ نقشہ کن لوگوں پر منطبق ہوتا ہے غرض
اگر دشمنان اسلام کا وہ طبقہ جو ہمارے ترک بھائیوں کے مقابلہ میں ہوکر ان کو تباہ کرنے میں کوئی کسر
اٹھا نہ رکھی تھی ان میں مذکورۂ بالا اوصاف موجود ہیں تو ان کے کاموں میں ہمارا دخل اور ہمارے کاموں
میں ان کا دخل ہرگز باقی نہ رکھیں اور وہ اوصاف اگر ہمارے ہندو ہموطنوں میں جب تک کہ موجود نہ ہوں
تو ہم کو اون ہندؤں کے ساتھ ترک موالات جو ترک معاملات اور ترک تعاون کا ہم مصداق ہے اسکو
کام میں نہ لاکر موالات جاری رکھنا چاہئے . یہ آیت پاک تو پیشین گوئی اور نقشہ ہو بہو ہے ان وعدہ

خلاف بہادروں کا جو معاہدۂ سیورس بدلنا نہیں چاہتے ہیں۔ (عیاں راچہ بیاں)

اس آیت کے تحت میں امام نیسا بوری رح اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں (جلد ۴ صفحہ ۱۵ مصری)

قال ابن عباس رض ومجاهد رح نزلت فی قوم من المؤمنین کانوا یصافون المنافقین ویواطئون رجالا من الیهود لما کان بینهم من القرابة والصداقة والحلف فی الجوار والرضاع فنهاهم الله عن مباطنتهم خوف الفتنة منهم علیهم اھ

حضرت ابن عباس اور حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان مسلمانوں کی شان میں نازل ہوی جو منافقوں کے ساتھ مل بیٹھتے اور یہود کے ساتھ میل ملاپ رکھتے تھے اس وجہ سے کہ ان کے ساتھ ان کو رشتہ اور قدیم آشنائی اور ہمسایگی کی وجہ سے حلف اور دودہ کی برادری تہی۔ مسلمانوں پر اون کا یہ میل ملاپ فتنہ برپا کیا اور برپا کریگا ہی جسکے اندیشہ سے خداوند پاک ان کے دخیل کار بنانے سے مسلمانوں کو منع فرما دیا

اور امام ابن جریر رح بھی اپنی تفسیر جلد رابع صفحہ ۳۷ (مطبوع مصری) میں پوری سند کیساتھ حضرت ابن عباس رض سے مذکورۂ بالا شان نزول اس آیت کا تحریر فرماتے ہیں۔ اور اسی مقام پر کمالین حاشیہ جلالین میں لکھا ہی۔

عن عمر رض انه امتنع من ان یتخذ کاتبا نصرانیا من اهل الحیرة لا یعرف اقوی حفظا ولا احسن خطا منه اھ

کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ باز رہے ایسے نصرانی کو منشی بنانے سے جو حیرہ والا تہا اور بے نظیر حافظہ او عمدہ خط والا تہا۔

جبکہ حضرت عمر رض نصرانی کو منشی بنانا ممنوع سمجھے تو ایسے نصاری کے ہم ماتحت منشی وغیرہ خود بننا یا بننے والوں کو پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ ایسے کام کب روا اور جائز ہو سکتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور پر نور سرور عالم رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں۔

ایما مومن مات وترک مالا فلورثته ومن ترک دینا او ضیاعا فعلیّ فاقرؤا

جو مومن مال چھوڑ کر مرے تو اسکے وارث اسکو لے لیں اور جو کوئی قرض اور یتیم و بیوہ چھوڑ جائے

ان شئتم اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ (او کما قال)	تو اسکی خبرگری میرے ذمے پر بس پڑ ہو تم اسکی تصدیق قرآن پاک سے اگر تمکو خواہش ہو کہ خداوند تعالیٰ فرماتا

ہے کہ نبی بڑا ولی ہے ایمانداروں کا خود ان کی جانوں کی نسبت۔

ہمارے ناظرین: غور و انصاف فرمادین کہ حضرت صلعم کو بکیسو نکے ساتھ بڑے مُوالاۃ رکھنے والے جو ذکر فرمایا آیا وہ صرف قلبی ہی قلبی موالات تھی یا عملی اور زبردست عملی موالاۃ؟

لفظ ولی اور والی جو موالاۃ کے اصل لفظوں سے مشتق ہیں اون کے معنے احادیث کی معتبر لغت اور بے نظیر لغت مجمع البحار میں شیخ محمد طاہر شہید محدّث حنفی پٹنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

وکان الولایۃ یشعر بالتدبیر والقدرۃ والفعل ومالم یجتمع ذلك فیھا لم یطلق علیه اسم الولی اھ	ولایت کے لفظ سے تدبیر و قدرت اور فعل کے معنے پائے جاتے ہیں اور جسمیں تدبیر و قدرت و فعل سب جمع نہ ہوں اُسپر ولی کا لفظ نہیں کہا جاتا۔

شیخ رح نے تو موالاۃ کو عملی چیز قرار دیا جس سے یہ صاف پایا جاتا ہے کہ ایسے چیز کا ترک بھی عملی ہو۔ شیخ رح نے گویا قرآن و حدیث سے استقراء و تتبع کے بعد یہ خلاصہ اور نچوڑ لفظ ولایت و موالاۃ اور ولی کا پچھلوں کے لئے نکالکر رکھدیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ کے معانی کے مطابق ترک موالاۃ کا یہ مطلب ٹھرا کہ دشمنان اسلام کو اپنا مدبّر و مُشیر کار اور اپنے پر طاقت و قدرت رکھنے والے اور اپنے پر فعل و تصرّف کرنے والے بنانا ممنوع ہوا۔ اور یہی ترک موالات ہے۔ جو ترک معاملات اور ترک تعاون کا ہم مصداق ہے۔ و بس اب صرف قلبی ہی قلبی محبت موالات سے مراد رکھنے والے دشمنان اسلام کو خوش کرنیوالے حضرات تکلیف فرماکر چند نظائر و امثال قرآن و حدیث و تفسیر و شرح و اقوال ائمہ کرام سے اپنے مطلب پر پیش فرمادیں۔

بہر طور قرآن مجید و احادیث پاک اور تعامل سلف صالحین سے اسا ہی پایہ ثبوت کو پہونچا کہ اسلام پر جو طبقہ عدوان (زیادتی) اور عداوت برتے اسکے ساتھ ترک تعاون اور ترک معاملات

کرنا مسلمانوں کا اسلامی اہم فرض ہے، خواہ وہ طبقہ یہود یہوں یا نصاریٰ یا مشرکین ۔ جس زمانہ میں اسلام کے ساتھ دشمنی اور زیادتی یہود کریں ان کے ساتھ اوس زمانہ میں ترک تعاون ضروری ہو اور جب نصاریٰ دشمن اسلام بنکر نظر آئیں اوسوقت نصاریٰ کے ساتھ ترک معاملات لازم ہے نیز بدستور مشرکین کے ساتھ جب دشمنی انکی بمقابلۂ اسلام نظر آئیگی ہم مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ قطع تعلق اور ترک اتحاد عمل کریں ۔

پس اب نصاریٰ ہی مسلمانوں کے مقابلہ میں اور اسلام کے مٹانے میں بحیثیت صلیبی جنگ (کروسیڈ) اپنا پورا سارا زور خرچ کئے اور کر رہے ہیں تو ہمکو صرف نصاریٰ کیساتھ ہی قطع تعلق عملی کرنا ضروری و اسلامی غیرت اور فرض مذہبی ہی ۔ اب قبل از وقت ہنود کیساتھ ترک معاملات کا سوال بیجا اور بے موقع اور عدل کے خلاف ہی ۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہی کہ

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ الآیہ (مائدہ)	نہ ابھارے تم کو کسی قوم کی دشمنی بیلی اس امر پر کہ تم انصاف (انکے ساتھ) نہ کرو (بلکہ) تم کو انصاف کرنا چاہئے (جو) وہ پرہیزگاری کے بہت نزدیک ہے،

فی زمانا ہمارے ساتھ ہنود برادروں کے بڑے بڑے لیڈران مصالحت اور اسلامی امور اور اسلامی بیخ و بنیاد مسئلۂ خلافت کی تائید اور سربکف کا معاملہ اور کوشش کر رہے ہیں اُن کے مقابلہ میں چند آرہ و کٹارپور کے چند نادان ہندؤں کے جزئی واقعات کا تذکرہ ان صلح جو ہندو برادروں کیساتھ بے انصافی کرنے پر ہمکو آمادہ نہیں کرسکتا ۔

مگر نصاریٰ کا حال ایسا نہیں کہ کبھی اٹالی خلیفہ پر دست اندازی کرتا ہے اور کبھی فرانس مراکو، الجزائر اور ٹیونس وغیرہ وغیرہ پر قبضہ جماکر خلیفہ کا اقتدار گم کرتا ہے اور کبھی سب نصاریٰ اتحاد و اتفاق کرکے پوری خلافت کو برباد کرتے ہوئے مقامات مقدسہ پر اپنی سلطنت کا سکہ بلاواسطہ اور بالواسطہ بٹھا رہے ہیں اور جزیرۃ العرب میں مذہب اسلام کے خلاف اپنے قدم جما چکے ہیں ۔

اب مسلمان غیرت اسلامی کو کام میں لاکر احکام مذہبی کو دیکھکر انصاف فرماوین ۔ اور کہیں کہ کیا ہم ہنود کے ساتھ بگاڑتیں یا نصاریٰ کیساتھ ؟ اور ہمارا نصاریٰ کے ساتھ شرعًا کہاں تک بنا ہو سکتا ہی ؟

اب ہم اسلامی غیرت پر انصاف کرنے کیلئے اس مسئلہ ترک موالاۃ کو ختم کرکے دوسرے اعتراضات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ؎ اندکے باتو بگفتم غم دل ترسیدم کہ تو آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

انّ فی ذٰلک لعبرۃ لاولی الابصار

(۳) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کا یہ اعتراض ہے (کھلی چٹی بنام مولانا شرر صاحب کالم ۱) فرماتے ہیں کہ

"انڈین کانگریس خلافت کانفرنس جمعیۃ العلماء جن امور سے مسلمانوں کو دست بردار ہونیکو حکم کرتے ہیں ان میں بہت سے ایسے امور ہیں کہ جنکی شرعاً ممانعت نہیں ہے۔ اصول فقہ کا مسلّمہ قاعدہ ہے الاصل فی الاشیاء الاباحۃ (اصل اشیاؤں میں اباحت ہے) جبتک دلیل شرعی قائم نہ ہو اسکی ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔"

ہمارے لائق ناظرین: مذکورۂ بالا تحریر میں جناب مولوی صاحب نے ایک دعویٰ تو یہ کیا ہے کہ اباحت یعنی مباح دلیل شرعی نہیں۔ دوسرا دعویٰ آپکا یہ ہے کہ جسکا ذکر شرع میں حلّت وحُرمت کی رو سے نہ آیا اسکو مباح سمجھنا یہ سارے اصول فقہ کا مسلّم قاعدہ ہے۔ تیسرا یہ دعویٰ ہی آپنے کیا ہے کہ جب تک دلیل شرعی قائم نہ ہو ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ اب پہلے دعویٰ کے متعلق سنیں۔ مولانا بحر العلوم رحمۃ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت اصول فقہ کی معتبر کتاب میں رقم فرماتے ہیں (شاید اسکا متن مسلّم الثبوت آپکے مدرسۂ باقیات میں داخل رہ چکا ہوگا)

لان الاباحۃ ای مایکون فعلہ وترکہ متساویین حکم شرعي لان الاباحۃ من الاحکام ولاحکم الا بالشرع فثبت کون الاباحۃ حکما شرعیا لانہ ای الاباحۃ خطاب الشرع والخطاب حکم شرعی تخییرًا ای من الخطاب التخییری اھ

(کشف المبہم عما فی المسلّم صفحہ ۱۹ مطبوعۂ شعلۂ طور کانپور)

تساوی الفعل وعدمہ الماخوذ فی حد الحکم الاباحۃ یعنی الحکم بالتخییر یسمّٰی اباحۃ اھ

کہ "اباحت جسکا کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہوں حکم شرعی ہے اسلئے کہ اباحت احکام میں داخل ہے اور حکم بجز شرع کے نہیں ہوتا تو اباحت کا حکم شرعی ہونا ثابت ہوچکا اسلئے کہ اباحت شرعی خطاب ہے اور خطاب حکم شرعی ہے مگر اختیاری یعنی کرنے نہ کرنے دونوں کی شرع نے اجازت دی ہے"

اور اسیطرح مسلّم الثبوت کی شرح کشف المبہم میں ہے۔ کہ کرنا نہ کرنا دونوں برابر ہونا جس حکم کی تعریف میں کیا گیا ہے اسکا نام اباحت ہے یعنے اختیاری حکم ہے۔"

ان حوالوں سے صاف ثابت ہو گیا کہ ہر ایک انسان اپنی عقل و رائے سے کسی چیز کو مُباح نہیں کہہ سکتا سوائے شرعی دلیل کے کیونکہ مباح بھی شرعی حکم ہے۔ اب رہا دشمنان اسلام کیساتھ مُوالات و معاملات و تعاون کا ترک کرنا مباح کیسا ہوگا جبکہ دلائل یقینیہ "قرآن و حدیث و تعامل سلف صالحین و اجماع من یعتد بہم" سے اسکا ضروری و لازم ہونا ثابت ہو چکا ہو اور آیت پاک ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیئ کی وعید سے امام ابن جریر طبریؒ کے فتوے اور تفسیر کے مطابق مرتد اور کفر میں داخل ہونا لازم آتا ہو۔ پس یہاں مباح کے دلیل شرعی ہونے اور نہ ہونے کی بحث جناب مولوی صاحب کا کھلی چٹی میں لانا شاید چوک ہے یا مغالطہ ہے۔ خیر

دوسرا زعم جناب مولوی صاحب ممدوح کا کہ جس امر کا ذکر شرع میں حلال یا حرام کرکے نہ آیا ہو تو اُصول فقہ کا مُسلمہ مسئلہ ہے کہ وہ مباح ہے

جناب مولوی صاحب: آپ سے کیسی بھول ہوگئی ہے کہ درسی کتاب مسلّم الثبوت اور اسکی شرح کشف المبہم اصول فقہ کی مُستند و اعلیٰ کتاب کو اپنے پیش نظر آپ نے نہیں رکھا۔ کشف المبہم کے صفحہ ۷۳ سے صفحہ تک آپ ملاحظہ فرمائیں ہم صرف اسکا ملخص ذکر کرتے ہیں۔

وفی التفسیر الاحمدی ہو مذہب طائفۃ وفی الدر المختار ہو رای المعتزلۃ وفی حاشیۃ شرح المنار للمصنف وہو مذہب معاویۃ ومن معہ کمروان وابنہ یزید وغیرہما والقول بانہ مذہب الشافعی لیس عندی شیئ لانہ لم ینقل عنہ فی صحیح الاملا یوافق التوقف او الحظر کما ذہب الیہ غیرہم (منہم ابو منصور الماتریدی و صاحب الہدایۃ وعامۃ اہل الحدیث ۱۲ منہ) فی شرح المنار للمصنف ہو مذہب بعض

اور تفسیر احمدی میں ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہونیکا مذہب ایک ٹکڑی کا ہے اور درمختار میں ہے کہ وہ معتزلہ کی رائے ہے اور منار کی شرح میں جو مصنف منار نے خود لکھی ہے یہ لکھا ہے کہ وہ معاویہؓ اور اسکے ساتھیوں مروان اور یزید وغیرہ کا مذہب ہے اور جو لوگ کہ اسکو امام شافعیؒ کا مذہب کہتے ہیں وہ درست نہیں بلکہ ان کا مذہب توقف کا ہے اور اصل اشیاء میں منع ہونیکا مذہب امام ابو منصور ماتریدی اور کئے اہلحدیث یعنے محدثین کا ہے اور منار کے حاشیہ

اهل الحدیث وفی الحاشیة والصحیح ان الاصل فی الافعال التحریم وھو مذھب علی رضہ و ائمة من اھل البیت ومذھب الکوفیین منھم ابوحنیفة رح وفی التفسیر الاحمدی الاصل عند الجمھور الحرمة وایضا فیه وعند الشافعی رح الاصل ھو الحرمة الثالث التوقف بمعنی عدم العلم بحکم معین وھذا المعنی ھو مختار الامام فی المحصول والمنتخب و البیضاوی فی المنہاج وبه یشعر کلام ابن الحاجب فی المختصر وقول القاضی عضد فی شرحه وھو مذھب الشیخ ابی الحسن الاشعری وابی بکر الصیرفی من الشافعیة واختاره الامام فخر الدین واتباعه وبه قال اکثر اصحاب الشافعی قاله عبد العزیز بن احمد البخاری والصحیح من مذھب اھل السنة ان الاصل فی الاشیاء التوقف حتی یرد الشرع ذکره البیری فی حاشیة الاشباه وفی شرح المنار للمصنف الاصل فیھا التوقف وفی تعلیقاته ھذا اصح شیئ عندی فی ھذا الباب لان التوقف اصل التقوی فی الامر المسکوت عنه وھو مذھب ابی بکر رضہ

یں ہے کہ صحیح مذہب یہ ہے کہ اصل اشیاء میں حرام ہونا ہے جو مذہب ہے حضرت علی رضہ اور خاندان نبوت کے اماموں کا اور کوفہ والوں اور امام ابوحنیفہ رح کا بھی یہی ہے اور تفسیر احمدی میں ہے کہ اصل جمہور کے پاس حُرمت ہے اور امام شافعی رح کا مذہب بھی حُرمت ہے۔ تیسرا مذہب توقّف ہے یعنے جس امر کی حلّت وحرمت شرعًا مذکور نہ ہو اسکو ہم نہ حلال و حرام کہیں اور اصول کی کتب محصول اور منتخب اور منہاج بیضاوی اور مختصر ابن حاجب اور شرح قاضی عضد میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور امام اشعری اور ابوبکر صیرفی شافعی اور امام فخرالدین رازی اور ان کے متبعین کا بھی توقّف ہی مذہب ہے اور اکثر شاگردوں کا امام شافعی رح کا اور عبدالعزیز بخاری کا بھی وہی قول ہے اور اہل سنت کا صحیح مذہب توقّف ہے جبتک کہ شرعی حکم وارد نہ ہو۔ جسکو بیری نے حاشیہ اشباہ میں ذکر کیا ہے اور شرح منار میں جو خود منار کے مصنّف نے کی ہے لکھا ہے کہ اصل اشیاء میں توقّف ہونا میرے پاس سارے اقوال سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ اصل تقویٰ ہی ہے کہ جس سے شارع نے سکوت کیا ہو ہم بھی اس امر میں توقف کریں۔ اور یہی مذہب ہے

وعمرؓ وعثمانؓ واشباهہم من الصحابۃؓ انتہی وفی الدر المختار ان الصحیح من مذہب اہل السنۃ ان الاصل فی الاشیآء التوقف والاباحۃ رأی المعتزلۃ انتہی

ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمان ذی النورینؓ اور ان جیسے صحابۂ کرامؓ کا ۔ اور درمختار میں ہے کہ صحیح مذہب اہل سنت کا توقف ہے اور معتزلہ کی رائے اباحت ہے (بس)

حضرات ! اتنے مختلف اقوال بلکہ اس سے بھی زائد اقوال ہوتے ہوئے اسکو مولوی ضیاء الدین صاحب کا یہ لکھنا کہ اصول فقہ کا مسلمہ قاعدہ ہے کتنی بڑی ان کی چوک اور بھول یا مغالطہ ہے خدا تعالیٰ معاف کرے آمین ۔ اسکے علاوہ اصل اشیاء میں اباحت کا قول یا تو معتزلہ کا ہے یا یزید و مروان اور معاویہ کا کیا وجہ ہے کہ ان کو یہی مذہب اتنا پسند آیا جسکے جوش میں صحابہ میں سے اول چار خلیفوں اور فقہاء امت میں سے امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور عقائد کے اماموں امام اشعری اور امام ماتریدی کا مذہب حرمت اور توقف کا انکو نہیں سمایا ہی نہیں انا للہ وانا الیہ راجعون بے شک صحیح ہے ۔

حبك الشیٔ یعمی ویصم ۔ کسی چیز کی محبت تجھ کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

گمراہ فرقہ معتزلہ اور یزید و مروان کی محبت نے جن سے خلافت کے مسئلہ میں پہلے پہل پھوٹ واقع ہوئی چاروں راشد خلیفوں اور جلیل القدر فقہ و عقائد کے اماموں اور اہل سنت کے مذہب سے جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کو دور کر دی ۔ شاید جناب مولوی صاحب موصوف پر خلافت کے حامیوں سے مخالفت کی شامت واقع ہوئی ۔

اب اصل اشیاء کے اختلاف کو دیکھتے ہوئے جناب مولوی صاحب سے فرضی طور سے تنزلاً ہم عرض کرتے ہیں کہ دشمنان اسلام کیساتھ موالات و تعاون کرنا اگر حلال یا حرام شرعی دلائل سے معلوم نہ ہوتا تب ہی اسلام کے ہدایت والے گروہ کی کثرت رائے پر بھی ہم یہ کہہ سکتے ہیں بلکہ زور سے کہینگے کہ تعاون کو ان دشمنان اسلام کیساتھ حرام سمجھو یا آخر درجہ تعاون ان کے ساتھ موقوف رکھو اگر حرام نہ کہو پھر چہ جائیکہ ترک تعاون و موالاۃ کی ضرورت سے دشمنان اسلام کیساتھ قرآن مجید و احادیث پاک بھرے پڑے ہوں ۔ کیا سچا فرمان ہے خداوند پاک کا کہ

فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ	پس تحقیق بات یہ ہے کہ آنکھ اندھی نہیں ہوتی ہیں لیکن سینوں میں کے دل اندھے ہوتے ہیں

جناب مولوی صاحب کا تیسرا دعویٰ یہ ہے کہ "جبتک دلیل شرعی قائم نہ ہو ممانعت ثابت نہیں ہوتی" مولوی صاحب: اگر آپ میں فہم و انصاف ہے تو ہماری اتنی بسیط تحریر سے اس آپ کے دعوی کا جواب بھی آپکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ موالاۃ اور تعاون دشمنان اسلام کیساتھ کے جائز ہونے کے لئے آپ کو کوئی راہ اور گزیر نہیں۔ تنزلاً ہم آپکے اصل اشیاء کے مسئلہ کی بحث کو برموقع و برمحل سمجھیں بھی تو آپ پر فرض ہے کہ یا تو اس موالاۃ و تعاون کو حرام و ممنوع یا موقوف مانیں ورا یسی قسم کا موالاۃ و تعاون ترک کردیں توقف و حرمت ہی جمہور برگزیدگان امت کا مذہب اصل اشیاء کی بابت ہے علاوہ بریں خداوند تعالیٰ کا یہ بڑا احسان و کرم ہے کہ اسنے اپنے فضل سے دشمنان دین کے ساتھ موالاۃ اور تعاون کا ترک کرنا دلائل یقینیہ سے ثابت اور واضح فرما دیا جو پہلے مذکور ہو چکی ہیں الحمد للہ علی ذلک وفیہ کفایۃ لمن لہ درایۃ ومن اللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق.

(۴) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

"اسلام میں حجت چار ہیں۔ قرآن شریف۔ حدیث رسول صلعم۔ اجماع۔ قیاس مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم وبس اور کوئی حجت نہیں ہے اجتہاد کا زمانہ ختم ہو گیا آپکے علماؤں کو اجتہاد کا حق حاصل نہیں اور انکا اقوال نقل اقوال مجتہدین پر موقوف ہے یہ ہی مذہب سنت جماعت کا ہے جسکے ہم پیرو ہیں۔ ہمکو کسی عالم کا فرمان جسکی دلیل نقل اقوال مجتہدین سے نہ ہو لازم نہیں فقط اس حیثیت سے کہ وہ عالم ہے اس کی تصدیق اہل سنت وجماعت نہیں کر سکتے" (خط مولوی ضیاء الدین صاحب بنام ابن مولانا صاحب مورخہ ۹ $\frac{۱۲}{۲۰}$)

اور یہی مضمون جناب مولانا شہر صاحب کے نام کی کھلی چٹی کے پہلے کالم میں جناب مولوی صاحب نے کچھ لفظوں کے فرق مگر معنوں کے اتفاق کیساتھ شائع فرمایا ہے اسمیں صرف اتنا اضافہ ہے کہ درمختار میں لکھا ہے کہ مجتہد مطلق مفقود ہو گئے اور غیر مجتہد کا فرض منصبی ہے کہ اپنے فتوی پر کسی مجتہد کا قول نقل کرے اور آجکل کے مفتیوں کا کام یونہی ہونا چاہیے چنانچہ فتح القدیر میں غیر مجتہد کو مفتی نہیں بلکہ وہ ناقل ہے کر کے لکھا ہے

ہمارے معزز ناظرین! جناب مولوی صاحب کی مرقومۂ بالا تحریر سے چند امور ثابت ہوتے ہیں۔
(الف) دشمنان اسلام کیساتھ ترک تعاون قیاسی چیز ہے (ب) قیاس چوتھے درجہ کی دلیل ہے (ج) مجتہدین کے قیاس کےسوا پچھلے عالموں کو قیاس و اجتہاد کا حق حاصل نہیں جسکی وجہ سے اس کی تصدیق اہل سنت وجماعت نہیں کرسکتے۔ اجتہاد کا زمانہ ختم ہوگیا آپکے علماؤ نکو اجتہاد کا حق حاصل نہیں (د) مجتہدین کے بعد عالم لوگ فتوی نہیں دے سکتے۔ بلکہ وہ صرف مجتہدین کا قول نقل کرسکتے ہیں۔

اب ہر ایک کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں۔

جناب مولوی صاحب! بغور سنیں کہ (الف و ب) قیاس بیشک آخر درجہ کی ہی دلیل ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے حضرت معاذ ابن جبل کو یمن کا امیر بناکر بھیجتے ہوئے یہ سوال فرمایا کہ تم وہاں کے امیر بنکر فیصلے کسطرح کروگے حضرت معاذ رضہ نے عرض کیا کہ قرآن مجید سے فیصلے کرونگا آنحضرت صلعم نے پھر سوال فرمایا کہ اگر قرآن پاک میں فیصلہ نہ پاؤ تو پھر۔ اونہوں نے عرض کیا کہ آپکی حدیث کے مطابق فیصلہ کرونگا پھر آنحضرت رض نے فرمایا کہ اگر حدیث شریف سے تم کو فیصلہ نہ ملے تو پھر۔ انہوں نے التماس کی کہ میری کوشش قیاس میں کرونگا یہ سنکر آنحضرت صلعم نے ان کی تعریف وشاباشی دینے کے طور پر خداوند پاک کی حمد وشکریہ بجالایا اسی حدیث کو سارے اہل اصول قیاس کرنے کی دلیل لاتے ہیں۔ کتب اصول دیکھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث اور اجماع سے کوئی مسئلہ نہ ملے تو تب حضرات مجتہدین رح کی طرف رجوع کیا جاویگا بغیر اس حدیث پر غور کرنے اور اصول فقہ میں سے دلائل کے مدارج جاننے کے جو جی میں آیا ہانک دینا اور لکھ مارنا اہل علم کے شیوہ سے کوسوں دور ہے۔

اسکے علاوہ قیاس کی بحث یہاں بیکار ہے کیونکہ اتنی مشرح اور تفصیلی تحریر سے اور سارے معتدبہ علماء ہند کے تقریروں اور وعظوں اور بیش بہا تحریروں سے یہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر ہوچکا ہے کہ دشمنان اسلام کیساتھ تعاون کا ترک کرنا کھلا قرآنی اور حدیثی اور اہل فہم بزرگان دین کا اجماعی اور سلف صالحین کا عملی مسئلہ ہے نہ کہ قیاسی۔ جو آپ یہاں طول طویل بحث قیاس کی چھیڑ دیں ہاں ہم آپ سے اتنا عرض کرتے ہیں کہ نصوص قرآن و حدیث کے مقابلہ میں قیاس اپنا اپنا حنٰ کا

پیش کر کے حجت و مغالطہ و کج فہمی کریں۔ کیونکہ اصول کے کتب میں لکھا ہے کہ خداوند پاک کا کھلا حکم ہوتے ہوئے قیاس کرنا ابلیس کا قیاس ہے۔ اوسنے آدم کے سجدہ کا حکم سنکر اپنا یہ قیاس پیش کیا کہ میں ناری خاکی کو کیسے سجدہ کر سکتا ہوں۔ یہ بات الگ ہے کہ جہاں قرآن و حدیث رسول اور صحابہ کے آثار اور اجماع امت سے کوئی حکم ظاہر و واضح نہ ہو تو ایک فریق چار اماموں سے کسی ایک کے قیاس کو تسلیم کرتا رہیگا اور دوسرا فریق کسی غیر معین امام کے قیاس پر عمل پیرا ہونا اپنا فرض سمجھیگا بہر طور ائمہ کو اپنا پیشوا سمجھنا ہر ایک مسلمان کا اسلامی فرض ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے بھی الاصل فی الاشیاء الاباحۃ (اصل اشیاؤں میں اباحت ہے) کا جملہ نقل کر کے عملاً اپنے مجتہد مطلق ہونیکا ڈنکا کھلی چھٹی اور ہیں مولانا صاحب کے خط میں بجا کر دوسروں کو نصیحت اور بیجا نصیحت بلکہ الزامی تحریر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کسی عالم کا فرمان اہل سنت و جماعت تصدیق نہیں کر سکتے انصاف انصاف انصاف ؎

ہر یکے ناصح برائے دیگراں ناصح خود کم بدیدم در جہاں

جو علماء کرام پہلے دلائل اور اول درجہ کے دلائل اور قیاس سے مستغنی دلائل قرآن شریف اور حدیث پاک سے کسی حکم کو پیش کریں ان کے پیش کردہ تحریریں اور تقریریں قابل تصدیق نہ ہوں اور قرآن و حدیث اور اصول فقہ سے منازل دور پڑی ہوئی ۔ مولوی صاحب کی تحریر باوقعت ہو۔ اس علمی پوزیشن یا انانیت پر جناب مولوی صاحب مقدس علماء کے گروہ کو "نام نہاد علماء" کا لفظ پیش کرتے ہوئے اتراتے ہیں خداوند پاک کا کلام سنیں

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ	تحقیق اللہ پاک بڑائی کرنے والے اترانے والے کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

(ج) جناب مولوی صاحب! اجتہادی وہ مسئلہ ہے جس پر دائرۂ اسلام میں داخل ہو کر قرآن و حدیث کے کھلے کھلے احکام پر عمل کرنے کے بعد اور جو واقعات روزمرہ پیش آئیں اسکے لئے قرآن و حدیث کے ظاہر و واضح حکم نہ ملنے پر کسکے اجتہاد و رائے پر امت محمدیہ کو چلنا چاہیئے۔ اختلاف کیا جا سکتا ہے اور یہاں دشمنان اسلام کیساتھ ترک تعاون کرنا ایسا مسئلہ ہے جو قرآن و حدیث سے اس کی

ممانعت بڑے زور کیساتھ ثابت ہو چکی ہے اور آیت قرآنی دشمنانِ اسلام سے موالات و تعاون کرنے والوں کو اسلام کے دائرہ میں شمار نہ کر کے دشمنوں کے زمرہ میں شامل کرتی ہے چنانچہ سورۂ مائدہ میں یہود و نصاریٰ کی حالت اور ان کے تذکرہ میں یہ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ - اور جو کوئی اون (یہود و نصاریٰ) سے موالات (و تعاون) رکھے پس یقیناً وہ انہی (یہود و نصاریٰ) میں سے ہے

آپکے باطل زعموں (ج اور د) کا جواب جناب مولانا بحر العلوم لکھنوی مدراس سے لیکر ملک اودھ تک کے مسلم اُستاد جنکے خوشہ چین آپکے والد ماجد جناب مولانا الحاج اعلیٰحضرت شاہ عبدالوہاب صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ بھی رہے ہیں۔ اُن سے سُنیں جسکو حضرت ابو الحسنات مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے امام محمدؒ کی جامع صغیر کے حاشیہ نافع کبیر کے دیباچہ میں نقل فرماتے ہیں (صفحہ ۸ مطبوعہ مطبع مصطفائی لکھنؤ)

وقال بحر العلوم اللكنوى فى شرح تحرير الاصول اعلم ان بعض المتعصبين قالوا اختتم الاجتهاد المطلق على الائمة الاربعة ولم يوجد مجتهد مطلق بعدهم والاجتهاد فى المذهب اختتم على العلامة النسفى صاحب الكنز ولم يوجد مجتهد فى المذهب وهذا غلط ورجم بالغيب فان سئل من اين علمتم هذا لا يقدرون على ابداء دليل اصلا ثم هو تحكم على قدرة الله تعالى فمن اين يحصل علم ان لا يوجد الى يوم القيامة احد يتفضل الله عليه بمقام الاجتهاد فاجتنب عن مثل هذا التعصبات انتهى

وقال هو ايضا فى شرح مسلم الثبوت من الناس

اور فرمایا بحر العلوم لکھنوی نے شرح تحریر الاصول میں کہ بعض متعصبوں نے جو کہا ہے کہ اجتہاد مطلق چاروں اماموں پر ختم ہو چکا اور ان کے بعد کوئی مجتہد مطلق نہیں پایا گیا اور (دوسرے درجہ کا اجتہاد) اجتہاد فی المذہب جو کنز کے مصنف علامہ نسفی پر ختم ہو گیا اور ان کے بعد نہیں پایا گیا یہ (دعوی مجتہد مطلق کے ختم ہو چکا) غلط اور بن دیکھے کنکر مارنا ہے پس اگر ایسے متعصبوں سے یہ سوال ہو کہ تم کو اسکا ثبوت کہاں سے ملا تو اسکی دلیل ہرگز نہ بتلا سکیں گے اسکے علاوہ وہ دعوی اللہ تعالیٰ کی قدرت پر زبردستی کا حکم ہے تو ان کو اس امر کا علم کہاں سے حاصل ہو سکتا ہے کہ کوئی خدا کا پاک بندہ جس پر اسکا فضل ہو

من حكم بوجوب خلو الزمان عن المجتهد بعد العلامة النسفي وعنوا به الاجتهاد في المذهب واما الاجتهاد المطلق فقالوا انه اختتم بالائمة الاربعة حتى وجبوا تقليد واحد من هؤلاء على الامة وهذا كله هوس من هوساتهم لم ياتوا بدليل ولا يعبأ بكلامهم وانما هم من الذين حكم الحديث عليهم انهم افتوا بغير علم فضلوا واضلوا ولم يفهموا ان هذا اخبار بالغيب في خمس لا يعلمهن الا الله انتهى۔

اور وہ اجتہاد کے مقام کو پا وے ایسا قیامت تک کوئی بندہ نہیں پایا جائیگا پس تو پرہیز کر اس قسم کے تعصبوں سے۔ اور انہوں نے ہی شرح مسلّم الثبوت میں فرمایا ہے کہ بعض لوگوں نے علامہ نسفی کے بعد (دوسرے درجہ کے مجتہد) مجتہد فی المذہب سے زمانہ کا خالی ہونا ضروری ہونیکا حکم لگایا اور مجتہد مطلق ہونیکو تو چاروں اماموں پر ختم کر دیکر امت پر ان چاروں میں کسی ایک کی تقلید کو واجب کر دیا حالانکہ یہ صرف ان کی ہوس ہے ہوسوں میں سے جسکی ان کے پاس دلیل نہیں ہے اور ان کا یہ کلام التفات کے قابل نہیں اور وہ لوگ انہی میں سے ہیں جن پر حدیث پاک نے حکم لگائی ہے کہ چند لوگ (قیامت کے قریب ایسے ہونگے جو) بے علمی پر فتویٰ دینگے اور خود گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرینگے اور ایسے لوگوں کو سمجھ نہیں کہ ایسی بات غیب کی ان پانچ خبروں میں سے ہے جنکو اللہ ہی جانتا ہے۔ اھ

اب یہ واضح ہو کہ تجزّی فی الاجتہاد کا مسئلہ بھی اصولی مسئلہ ہے جسکے معنے یہ ہیں کہ کوئی عالم ان سب مسائل میں جو اجتہاد و قیاس سے حاصل ہو سکتے ہوں ان میں سے چند مسائل میں اجتہاد نہ کر سکے اور چند میں کر سکے ایسا ہو سکتا ہے جسکے ختم ہو جانیکا کوئی شخص حکم نہ لگایا۔

ان سب بحثوں کے بعد یہ غرض ہے کہ دشمنان دین کیساتھ تعاون و موالات کا ترک کرنا قیاسی و اجتہادی مسئلہ ہی نہیں جسکے متعلق ہم اجتہاد و قیاس کے ختم ہونے یا نہ ہونے کی بحث معرض تحریر میں لائیں یہاں تو صرف قرآن مجید و حدیث کے کھلے کھلے پاک الفاظ پر فہم و غور کرنے اور حسن عقیدت سے ان علمی نعمتوں کو ماننے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے جو غیرت ایمانی اور اسلامی حیا کا مقتضا ہے۔ اجتہاد و استنباط و قیاس بنا ت دقائق اور باریک باتوں کے متعلق ہوا کرتا ہے یہاں تو کھلا حکم ہے ترک تعاون و ترک موالاۃ کا۔ فطرۃ سلیمہ اور ایمانی تقاضے کے مطابق

یہ صاف حکم صادر فرمایا ہے۔ امام نیسابوری کی تفسیر میں سے پھر یہ شعر دُہراتا ہون ؎

تودّ عدوّی ثم تزعم انّنی	صدیقک لیس النّوک عنک بعازب

؎ تم میرے دشمن کو چاہتے اور پہر میری دوستی کا دعوی بہی کرتے ہو تو تم سے حماقت کچھ جدا نہیں

قرآن و حدیث میں تدبُّر و غور اور فہم خداوند پاک کی رحمت ہے جسکو کوئی تنگدل کم فہم کسی زمانہ تک کے لیئے خاص نہیں کرسکتا اور اس پاک پروردگار کی کشادہ رحمت کو کوئی ازلی کم نصیب تنگ نہیں کرسکتا یہ دین قیامت تک جانیوالا ہے اور خداوند پاک اور رسول مقبول صلعم کے جامع کلمونکی تشریح و توضیح ہرگز ہرگز ختم ہونیوالی نہیں ہے۔ یہ وہ دین ہے جسکی بابت علامہ حالی نے کہا ہے ؎

خلیفہ سے لڑتی تہی اک ایک بڑھیا
غلاموں سے ہوجاتے تھے بند آقا

ہمارے معزز ناظرین ؟ جناب مولوی صاحب کے اجتہاد کی بحث ہم یہیں سے ختم کردیتے ہیں مگر یہاں صرف آپکو جناب مولوی صاحب کی تحریر اور جمعیت العلماء پر کنایۃً طعنے و حملے بھری ہوی طرز انشاء اور اسکا نقشہ پیش کرکے دکہلاتے ہیں کہ ان میں افتراء پردازی اور بے محل غیر واقعی امو لکھ مارنیکا کتنا مادّہ ہے ..

جناب بن مولانا صاحب کے نام کے خط میں لکھتے ہیں کہ

"آجکل مسلمانوں کے تہتّر فرقے صدہا قسموں میں تقسیم پاچکے ہیں ہر ایک فرقہ آپکو حق کا پابند دوسرونکو باطل پر سمجھتا ہے دیکھیئے اہل قرآن بجز قرآن شریف کے دوسرے دلائل کو قابل حجت نہیں قرار دیتا ہے اہلحدیث بجز قرآن و حدیث کے دوسرے حجت شرعیّہ کو پوچ خیال کرتا ہے۔ بعض متعصبین نے تو چار مذہب اور چار طریقوں کے پیرؤں کو کافر تک لکھدیا ہے ان سب سے زیادہ اکبر کے مذہب الہی کے زندہ لیڈر و علماء پیشانی پر قشقہ کُفر لگانے کو خلاف طریقہ اسلام نہیں خیال کرتے بلکہ گاندہی مشرک کو امام مہدی آخر الزمان سے تشبیہ دینا بہی جائز سمجھتے ہیں اعاذنا اللہ منہا بلکہ ایسے بہت سے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو ذبح گاؤ جسکو خداوند عالم اجازت دیتا ہے منع تحریر کرتے ہیں اسلئے کہ مشرکین ہند و خوش ہون۔ خدا کا فرمان ہے لِمَ تُحَرِّمُوْنَ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ

صریح احکام الٰہی کی یہ گت بنا رہے ہیں۔ خدا معلوم آئندہ مشرکین ہی کو خوش کرنے یا ہندوستان کی سیلف گورنمنٹ حاصل ہونے کے خیال خام سے شرک خفی سے بڑھکر شرک جلی کے خود مرتکب ہوں اور دوسروں پر اسکی تعمیل کے لئے جبر ہی کریں۔"

جناب مولوی صاحب کی بالا تحریر میں بالکل متضاد جملے صادر ہو گئے ہیں ایک تو آپ مسلمانوں کے بہتر فرقوں کی تقسیم کرتے ہیں اور بے سروپا تہمتیں لکھمار کر اور خدا نخواستہ واقعی کسی ناسمجھ کا اگر کوئی خاص فعل ہو تو اسکو غیر متمند جمہور مسلمین اور فدایان اسلام جمعیۃ العلماء کی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ بھی نہیں سمجھتے ہیں کہ آپکے روبرو ترک موالاۃ اور ترک تعاون کا نقشہ جو مسلم لیگ اور خلافت کانفرنس اور انڈین نیشنل کانگریس اور جمعیۃ العلماء نے پیش کیا ہے اس میں کہیں یہ امور داخل بھی ہیں ؟ کسی خاص شخص کی تعزیہ داری یا باگ جلالی کی نقل یا نشہ اور جوے بازی یا کسی فاسق و فاجر کے فسق و فجور اور کسی بدعتی و مشرک کے بدعت میں مبتلا ہونے سے ہمارے علماء کرام یا سچے مسلمانوں کے گروہ کو ہم الزام دے سکتے ہیں اور مذکورہ آپکی تحریر کے ہر جملہ کو خلافت کانفرنس مسلم لیگ۔ کانگریس اور جمعیۃ العلماء سے بہ حیثیت اجتماعی قرارداد اور ان کا مسلمہ مسئلہ ہونے کی ہیئت سے پیش کریں اور جواب لیں۔ ؎

کہاں ہے پنا لکوڈ میں یہ لکھا ۔۔۔ کرے زید اور عمرو پاوے سزا

باقی مذکور آپ کے سخت و درشت کلمات اور آپکے شرک جلی کے مرتکب ہونے کی پیشینگوئی کو مرزا غلام احمد صاحب کی پیشینگوئیوں کی طرح سمجھ کر ہم سکوت اختیار کرتے ہیں۔ ہم پر حلال کو حرام ٹھہرانے اور اسکی جزئی گاؤ کے ذبح کو منع کرنے کی جو تہمت کہ آپنے لگائی ہے اسکا جواب دینا اور علماء اہل سنت کا جو فتویٰ ذبح گاؤ کے متعلق نکلا تھا اس کی نقل آپکے (نہیں نہیں بلکہ) پبلک اہل اسلام حق پسندوں کے روبرو پیش کرنا ضروری ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد اسکی بحث معرض تحریر میں آئیگی ہم یہ حدیث پاک لکھکر جناب مولوی صاحب کی سچائی کی داد پبلک سے چاہتے ہیں۔

کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع ۔۔۔ انسان کو جھوٹا بننے کیلئے اتنا کافی ہے کہ جو سنا سو کہدے۔

صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں ہے کہ امام ابن سیرینؒ تابعی شاگرد حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں

انّ ھذا الاسناد من الدین فانظروا عمّن تاخذون دینکم لولا الاسناد لقال من شاء ماشاء	تحقیق یہ طریقہ سند دین میں داخل ہے اسی لئے کسی بات کی سند لیتے ہوئے کہنے والے پر غور کرو اگر سند کی دین میں ضرورت نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا سو کہہ دیتا

اس روایت اور کھرے اصول سلف کے مطابق بے سند بے حوالہ بات قابل قبول کیسے ہو سکتی ہے۔ خود کلام پاک میں سورۂ حجرات میں باریتعالی شانہ کا ارشاد ہے

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝	اے ایمان والو۔ اگر کوئی برا آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے آدے تو تحقیق کرو اسلئے کہ تم کسی قوم پر نادانی کر بیٹھو گے پس تم اپنے کئے پر نادم (اور شرمندے) ہو جاؤ گے

ہماری شرع میں ہر ایک مقدمہ کی بناء شہادت عادلہ اور میزان بالقسط پر رکھی گئی ہے تو ایسی بے سروپا بلا تحقیق امور پر چاہیں آپ بڑے مولوی زادہ کیوں نہ ہوں کسی کو کیسے اعتبار آسکتا ہے اور اسکا الزام شیدایانِ مذہب و ملّت و فدائیان اسلام وحامیانِ حرمین وخلافت پر کسطرح لگ سکتا ہے آپ امام جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفاء پر نظر ڈالیں اور حضرت علی مرتضیٰ رضؓ کے عہد خلافت کے اس واقعہ کو دیکھیں کہ خلیفۃ المومنین شیر خدا کا دعوی یہودی پر ایک بکتر کی بابت اسی خلیفہ کے ملازم حضرت قاضی ابن جریح نے اسوجہ سے رد کر دیا کہ اصول شرعیہ کے مطابق آپ کی بابت شہادت پیش نہیں ہوی آپکے صاحبزادہ حضرت حسن رضؓ اور آپکے غلام کی شہادت آپکی جانب شرع نہیں قبول کر سکتی۔ الحمد للہ خلیفہ بھی اپنے خلاف فیصلہ پر خوش ہوگئے اور یہودی بھی مسلمان ہوگیا۔ شہادت و تحقیق کی کسقدر پابندی اور ضرورت اسلام نے رکھی ہے آپکی اس تحریر پر ہمکو بڑا افسوس آتا ہے امام غزالیؒ نے خوب فرمایا ع لیبک علی الاسلام من کان باکیا۔ یعنے جسکو رونا ہو وہ اسکے اسلام پر روئے۔

(۵) جناب مولوی ضیاء الدین محمد صاحب نے جناب مولانا صاحب کے خط کے شروع میں ترک موالات

اور ترک تعاون کا فتوی دینے والے علماء کرام کو نام نھاد عُلما کے لفظ سے یاد کیا ہے حالانکہ وہ مجلس علماء جسکا نام جمعیۃ العلماء ھند ہے اور ان کا حکم اجماع کا حکم رکھتا ہے جسکو مولوی صاحب نے شرع کی تیسری دلیل مان لی ہے اب اسپر جناب مولوی صاحب یہ اعتراض بھی کر سکتے ہیں کہ ہم جیسے علماء داخل نہ تھے پھر تو اسکو اجماع کیا کہا جا سکتا ہے۔ حضرت! علماء سے مراد وہی لوگ ہو سکتے ہیں جن کو خشیت الٰہی ہو اور عمل کے سچے نمونہ ہوں: اور علوم شرعیہ میں مہارت و دسترس کامل رکھتے ہوں۔ نہ کہ وہ لوگ جنکو خوف خداوندی ہے اور نہ عمل رکھتے ہیں اور نہ علوم دینیہ میں دسترس رکھتے ہیں بلکہ وہ تو ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ کے مصداق اور سچے مصداق ہیں۔ عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اذا کان الغراب دلیل قوم سیھدیھم طریق الھالکین	جبکہ کوّا کسی قوم کا رہبر بنے تو اس قوم کو وہ مردوں کے (نوچ کھانے کی) جانب رہنمائی کریگا۔

صالحین ہونے کی شرط اجماع میں کتب اصول میں مرقوم ہے۔ جمعیۃ العلماء جسکے صدر حضرت شیخ الھند فخر الاسلام مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ ہوں اور ان کے تابع مولانا ابو الکلام دہلوی دامت برکاتہم جیسے اس جمعیت کے اراکین ہوں اور معتدبہ علماء کا گروہ فی زماننا ان کی مجلس کے فتوی کو نصًا یا سکوتًا مان لیا ہو تو آپکی اور گورکھپوری اور بریلوی تحریروں کا کوئی مُضر اثر اجماع پر نہیں ہو سکتا۔

ازل سے ابد تک بہلوں اور بُروں سب کا اجماع نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔

جناب مولوی صاحب ہمارے زمانہ کے اجماع پر یہ اعتراض بھی شاید کر سکینگے بشرطیکہ ان کو اصولیون کی کتابوں پر کبھی نظر پڑی ہو۔ وہ اعتراض یہ ہے کہ اجماع سے مراد مجتہدین کا اجماع ایک زمانہ مین ہونا ہو۔ جیسا کہ کتب اصول میں یہ قول بھی لکھا ہے۔ تو اسکا جواب بھی ہمارے حق پسند ناظرین سُنیں۔

اجماع کی تعریف میں اصولیوں اور اماموں کا بیحد اختلاف ہے چنانچہ نور الانوار میں لکھا ہے کہ

وفی الشریعۃ اتفاق مجتھدین صالحین من امۃ محمد صلعم فی عصر	کسی بات یا کام پر کسی ایک زمانہ میں امت محمدیہ صلعم سے نیکوکار مجتہدوں کے اتفاق کو اجماع شرعی کہا جاتا ہے

واحد علی امر قولی او فعلی یتفق بعضھم علی قول او فعل و سکت الباقون ولا یردون علیھم بعد مضی التامل وھی ثلاثۃ ایام او مجلس العلم ویسمی ھذا اجماعیا سکونیا وھو مقبول عندنا قال بعضھم لا اجماع الا للصحابۃ وقال بعضھم لا اجماع الا لعترتہ صلعم قال مالک یشترط فیہ کونھم من اھل المدینۃ الصحیح انہ ینعقد عندہ ابو حنیفہ اجماع متاخرویرتفع الخلاف السابق من البین (خلافا لمحمد رح)

(کبھی ایسا ہی ہوتا ہے) بعضوں نے کسی قول یا فعل پر اتفاق کیا اور دوسروں نے غور کا موقع گزرے تک خاموشی اختیار کی اور ان بعضوں پر رد نہیں کیا تذکرہ کی مجلس میں ہی یا اخیر تین دن تک تو اسکا نام اجماع سکوتی ہے جو ہمارے پاس مقبول ہے۔
کہا بعضوں نے کہ اجماع صرف صحابۂ کرام کا ہی دلیل ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ خاندانِ نبوت کا اجماع ہی اجماع ہے امام مالک نے یہ کہا ہے کہ اجماع کیلئے مدینہ والوں کا شامل ہونا اور اتفاق کرنا ضروری ہے اور امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ پہلوں کے اختلافی امر میں پچھلوں کا اتفاق اجماع کہا جا سکتا ہے اور امام محمد اسکے خلاف میں ہیں۔

فتوحات مکیہ میں شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ

والاجماع اجماع الصحابۃ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا غیر وما عدا عصرھم فلیس باجماع یحکم بہ

اجماع تو صحابہ ہی کا اجماع ہو سکتا ہے ان کے پچھلوں کا اجماع اجماع نہیں کہا جا سکتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ فتاوی میں اجماع کا شرعی معنے یوں رقم فرماتے ہیں۔

معنی الاجماع ان تجتمع علماء المسلمین علی حکم من الاحکام واذا ثبت اجماع الامۃ علی حکم من الاحکام لم یکن لاحد ان یخرج عن اجماعھم فان الامۃ لا تجتمع علی ضلالۃ

اجماع کا معنے یہ ہے کہ مسلمانوں کے علما کسی حکم پر متفق ہو جائیں اور جب کبھی اس طریقہ سے کوئی حکم ثابت ہو جاوے تو ان کے اجماع سے کسی کو بغیر ماننے کے گزر نہیں اسلئے کہ تحقیق امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی ہے۔

جب اہل اصول کے پاس اجماع کی تعریفوں میں اسقدر بلکہ اور بھی زیادہ کیا کچھ اختلافات موجود ہیں

تو آپ ایک تعریف کو لیکر دوسری تعریفوں کو ماننے والوں پر اعتراض نہیں کرسکتے ہیں امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ نے عموماً مسلمانوں کے اتفاق کو اجماع فرمایا ہے کسی زمانہ کی تخصیص نہیں کی اور نہ مجتہدین اربعہ کی خصوصیت پیش کی۔ اسکے علاوہ خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (سورۂ نساء)

اور جو کوئی خلاف کرے رسول کا پیچھے اسکے کہ ظاہر ہو وے واسطے اسکے ہدایت اور پیروی کرے سوا راہ مسلمانوں کے متوجہ کرینگے ہم اسکو جدہر وہ متوجہ ہوا ہے اور داخل کرینگے ہم اسکو دوزخ میں اور وہ بری جگہ ہے پھر جانے کی۔

اس حکم کے مطابق دشمنان اسلام کیساتھ تعاون جائز رکھنے والے رسول اللہ صلعم اور قرآن پاک کے برخلاف کرنے اور مسلمانوں کے علماء اور جماعت مسلمین کی مقرر کردہ تحریکات اور راہ کے سوا دشمنان دین کی خوشامد کے خیال سے ان دشمنوں کی راہ پر چلنے کی وجہ سے جہنمی ٹہرے خداوند پاک ان کو اور ہمکو نیک راہ اور مسلمانوں کے طریقہ پر چلنا نصیب فرماوے آمین۔

تکبر سے ان مقدس علماء کرام کے گروہ کو نامنہاد علماء کا لفظ جناب مولوی ضیاء الدین محمد صاحب کا لکھنا مقدس علماء کے خادموں کے دلوں اور سینوں پر نیزوں سے بڑھکر کام کیا اور ان کے اس اشتعال کے والے لفظ نے سچے مسلمانوں کو آگ کے شعلے بنادیا مگر سچے مسلمان صبر کرتے ہیں اور جناب مولوی صاحب کے حق میں اتنا کہدیتے ہیں ؎

بدم گفتی وخورسندم عفاک اللہ نکو گفتی　　جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا (سورۂ کہف)

بڑی بات ہے جو نکلتی ہے مونہوں انکے سے یہ تو جھوٹ کہتے ہیں۔

حضرات! جناب مولوی صاحب کے اس لفظ نام نہاد علماء کو ہی چھوٹا منہ بڑی بات کہتے ہیں۔

اب آپکو خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔

(٦) جناب مولوی ضیاء الدین محمد صاحب کا یہ اعتقاد ہے کہ مطلق خلافت تنزلاً سیاسی چیز ہو سکتی ہے فرماتے ہیں کہ

"احقر کا تو یہ اعتقاد ہے کہ کوئی مسلمان جسکے دل میں رائی برابر ایمان ہو مسئلہ خلافت کا مخالف ہو نہیں سکتا مذہبًا نہ سہی سیاسۃً تو مانتے ہیں (کھلی چٹھی بنام مولانا شرر صاحب کالم ۲)

پھر فرماتے ہیں کہ

جس وقت اس قسم کی خلافت کمیٹی قائم کرنیکا خیال تک پیدا نہ ہوا تھا احقر کو اسوقت سے ہی خلافت کے متعلق پوری ہمدردی ہے متعدد مجالس میں اس امر کے اظہار کرنے سے پہلوتہی نہیں کرتا تھا اور جسوقت ینگ کلکٹر صدر اس نے مجھ سے رائے طلب کی تھی تو مینے انکو جتلا دیا تھا کہ زنہار کوئی ایک مسلمان بھی راضی نہیں ہو سکتا کہ سلطنت ترکی کا ایک چپہ زمین بھی کسی غیر مذہب کے ہاتھ دیا جاوے۔ شریف کو عرب میں سلطنت رانی کا مادہ نہیں ہے آخر انکو کسی دوسری سلطنت کا سہارا لینا ہی پڑیگا اور جب کوئی سلطنت بجز ترکی کے مسلمان نہیں ہے تو اگر یہ شریف کو نصرانی حکومت کی ماتحتی قبول کرنا پڑیگا جسکو شرع اجازت نہیں دیتی ہے وَلَن يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا (ہرگز نہیں بنائیگا اللہ تعالیٰ کافرین کو مومنین پر کوئی راہ) اور نہ مسلمان گوارا کر سکتے ہیں جو لوگ اسکے خلاف کہہ رہے ہیں ان کو مسلمان باغی اور ظالم سمجھتے ہیں اور اس خلافت کے متعلق ایجیٹیشن کرنیکا بھی میں مخالف نہیں ہوں مگر جوش میں آکر مشرکین کی وہ باتیں جو خلاف شرع ہیں مان لینا جیسے ذبیح گاؤ وغیرہ شعائر اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔" کھلی چٹھی کالم ۳ بنام مولانا شرر صاحب)

جناب مولوی صاحب! آپ ہی لفظ سیاست کو تنزلاً مسئلہ خلافت کی نحوی قاعدہ کے رو سے تمیز ٹھہراتے ہیں پھر اوپر رائی برابر ایمان پر اسکو مبنی فرماتے ہیں۔ آپ ہی انصاف فرمائیں کہ سیاسی چیز کو ایمان و مذہب سے کیا تعلق اور یہ کیسا تناقض و ضد؟ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سیاست سے مراد سیاست ایمانیہ لیجاوے جو انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی شان میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ

کانت بنواسرائیل تسوسہم الانبیاءؑ بنی اسرائیل پر (پہلے) انبیاء علیہم السلام سیاست فرماتے چلے آتے تھے اور اسی لفظ سیاست کو اس حدیث میں خلافت کے معنے میں لیکر آنحضرت صلعم نے اپنی خلافت کے متعلق پیشنگوئی اسی حدیث میں فرمائی تھی کہ

الخلفاء فیکثرون | میں آخر نبی ہونیکی وجہ سے میرے خلیفے میرے بعد انبیاء نہیں ہونگے بلکہ خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے

چونکہ مولوی صاحب نے مذہب کے مقابلہ میں لفظ سیاست استعمال کیا ہے تو سیاست سے سیاست ایمانیہ دینیہ نبویہ یہاں مراد نہیں ہوسکتی - اب دنیوی سیاست ہی مراد ٹہری جسکے لئے رائی برابر بھی ان یہاں ذرا برابر ایمان کی قید بے محل ہے پس اگر آپکی تحریر سے دنیوی سیاست ہی مراد لینگے تو اسکا جواب آپکی تحریر سے ہی سن لیں کہ آپ فرماتے ہیں کہ " جب کوئی سلطنت بجز ترکی کے مسلمان نہیں ہے تو ناگزیر شریف کو نصرانی حکومت کی ماتحتی قبول کرنا ہوگا جسکو شرع اجازت نہیں دیتی - ولن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً (ہرگز نہیں بنائیگا اللہ تعالیٰ کافرین کو مومنین پر راہ) اور نہ مسلمان گوارا کرسکتے ہیں جو لوگ اسکے خلاف کہہ رہے ہیں انکو مسلمان باغی اور ظالم سمجھتے ہیں (اور یہہ بھی فرماتے ہیں کہ) زنہار کوئی ایک مسلمان بھی راضی نہیں ہوسکتا کہ سلطنت ترکی کا ایک چپہ زمین بھی کسی غیر مذہب کے ہاتھ دیا جاوے "

اب ناظرین ہی خود دیکھیں کہ جناب مولوی صاحب نے محض خلافت کو دنیوی سیاسی مسئلہ قرار دیا تھا انہی کے لفظوں سے یہ صاف معلوم ہوگیا کہ شریف کے ترکی خلیفہ کی ماتحتی سے نکلنے کو شرع اجازت نہیں دیتی اور ایسا کرنے والونکو مسلمان باغی اور ظالم سمجھتے ہیں ۔ اور ترکی خلافت وسلطنت سے ایک چپہ زمین بھی غیر مذہب کے ہاتھ میں دئے جانے سے کوئی ایک مسلمان بھی راضی نہیں ہوسکتا ہے تو آیا یہ شرعی مسئلہ ہے یا دنیوی سیاسی ؟ اگر خلافت شرعی مسئلہ نہ ہوتا تو آپنے کیوں لکھا کہ شرع خلیفۂ ترکی کی ماتحتی سے شریف کو نکلنے کی اجازت نہیں دیتی ہے کیونکہ قرآن پاک میں ہے ولن یجعل اللّٰہ للکافرین علی المؤمنین سبیلاً (ہرگز نہیں بنائیگا اللہ تعالیٰ کافرون کو مومنون پر کوئی راہ) الحمد للّٰہ آپ ہی کے قلم سے خلافت سیاسی ہونے کے عوض شرعی ثابت ہوچکی - مگر پھر بھی ہم احادیث شریفہ

سے اور ہی چند روایات اور اقوال متکلمین امت یہاں قلمبند کر کے ناظرین کو دکھلانا چاہتے ہیں کہ خلافت کسقدر ضروری اور اہم چیز اسلام میں کہی گئی ہے۔ صحیحین میں حضرت ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ

فانه ليس احد من الناس خرج من السلطان شبرا فمات عليه الا مات ميتة جاهلية

پس تحقیق جو کوئی سلطان اسلام کی اطاعت سے بالشت بھر ہی باہر ہوا اور اسی حالت پر مُوا تو اسکی موت جاہلیت کی حالت پر ہوی۔

جامع ترمذی میں مروی ہے کہ

من فارق الجماعة شبرا فكانما خلع ربقة الاسلام من عنقه وفي رواية للحاكم دخل النار

جو کوئی جماعت سے بالشت بھر بھی باہر ہوا اسکا حکم یہ ہے کہ، گویا اسنے اسلام کی اطاعت کا حلقہ اپنی گردن سے نکالدیا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہوا۔

اور صحیحین میں مروی ہے کہ

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي وسيكون خلفاء فيكثرون قالوا فما تأمرنا قال فوا ببيعة الاول فالاول ثم اعطوهم حقهم

بنی اسرائیل کی رہنمائی و سیاست انبیاء کرتے تھے ایک نبی گیا تو دوسرا نبی اسکی جگہ مامور ہوتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، البتہ خلیفے ہونگے اور بہت ہوں گے۔ صحابہ رضہ نے عرض کیا پس آپ کیا حکم فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ ہر ایک پہلے خلیفہ کی بیعت و اطاعت نباہیو اور ان کی اطاعت و حمایت کا حق ادا کرتے رہو۔

مسند احمد اور صحیح مسلم میں ہے کہ

الا من ولي عليه وال فراه شيئا من معصية الله فليكره ما يأتي من معصية الله ولا ينزعن يدا من طاعة

خبردار جس کسی پر کوئی مسلمان حاکم ہو پس اس حاکم سے اس نے اللہ پاک کی معصیت دیکھی تو اس معصیت پر ناراض ہو مگر اسکی اطاعت (خلافت) سے ہرگز ہاتھ نہ کھینچے

اور انہی دو کتابوں میں ہے

عن عرفجة الاشجعي قال سمعت رسول الله

عرفجہ اشجعی رضہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلعم سے

صلعم یقول من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل
واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق
جماعتکم فاقتلوه

سنا ہے فرماتے تھے کہ جو کوئی تمہاری اس حالت میں آکر
پھوٹ ڈالے جو تم ایک خلیفہ کو مانتے چلے آتے ہو تو اس تفرقہ
انداز کو قتل کر ڈالو

امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری جز ۱۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

فقد دعا المامون والمعتصم والواثق الی
بدعة القول بخلق القرآن وعاقبوا العلماء
من اجلها بالقتل والضرب والحبس وانواع
الاهانة ولم یقل احد بوجوب الخروج علیہم
بسبب ذلك ودام الامر بضع عشرة سنة
حتی ولی المتوکل الخلافة فابطل المحنة اھ

پس تحقیق مامون اور معتصم اور واثق ان تینوں خلیفوں نے
قرآن کے مخلوق ہونیکا قول جاری کرنے کے خیال سے
کتنے عالموں کو قتل کیا اور کتنوں کو مارا اور قید کیا اور قسم
قسم کی ذلت دی مگر کسی امام نے اون خلیفوں کی اطاعت سے
باہر ہونیکا فتویٰ نہیں دیا اور دس سال سے زاید یہی معاملہ
رہا یہانتک کہ خلیفہ متوکل باللہ نے یہ تکلیفیں دور کیں

صحیح مسلم میں ہے کہ

تسمع وتطیع وان ضرب ظهرك واخذ
مالك فاسمع واطع

تم سلطان اسلام کی سنا کرو اور اطاعت کیا کرو اگرچہ کہ
تمہاری پیٹھ پٹ جاوے اور تمہارا مال چھن جاوے تب بھی اس
خلیفہ کا حکم سنو اور مانو۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حضرت ملا علی قاری ہروی حنفی رح فرماتے ہیں کہ

واما الخروج علیہم وقتالهم فحرام وان
کانوا فسقة ظالمین

بہر حال خلیفوں کی اطاعت و خلافت سے باہر ہونا اور لڑنا
حرام ہے اگرچہ کہ وہ فاسق و ظالم ہوں۔

مسامرہ میں ہے کہ

لم یوجد قرشی عدل او وجد ولم یقدر
(ای لم توجد قدرة علی تولیته لغلبة الجورة)
اذ یحکم فی کل من الصورتین بصحة ولایة

عادل قریشی (خلیفہ ہونے کے لئے) نہ پایا گیا یا پایا گیا مگر
ظالموں کے غلبہ کی وجہ سے اپنی حکومت سنبھال نہ سکا
تو ہر ایک صورتوں میں غیر قریشی اور غیر عادل کو بھی بوجہ ضرورت

من ليس بقرشي ومن ليس بعدل للضرورة | والی وخلیفہ بنا سکتے ہیں۔

شرح مقاصد میں ہے کہ

فان لم يوجد من قريش من يجمع الصفات المعتبرة ولي كناني فان لم يوجد فرجل من ولد اسمعيل فان لم يوجد فرجل من العجم | اگر معتبر صفات والا قریشی والی وخلیفہ بننے کے لئے نہ پایا گیا تو کنانی کو خلیفہ بنایا جاوے پس اگر کنانی نہ مل سکا تو اولاد اسمعیل علیہ السلام سے کسی کو خلیفہ بنایا جاوے پس اگر اولادِ اسمعیل میں سے کوئی نہ ملے تو عجمی کو ہی خلیفہ بنایا جاوے۔

اور شرح مشکوۃ مرقاۃ میں ہے کہ

له اهلية الخلافة او التسلط والغلبة | پہلے سے کوئی شخص چاہے خلافت کے شروط رکہتا ہو یا بسبب غلبہ اور دبدبہ کے خلیفہ بنگیا ہو تو دوسرے شخص کو جو پھوٹ ڈالکر خلافت کا دعویٰ کرے تو قتل کر دیا جاوے

اور شرح مواقف میں ہے

لكن للامة ان ينصبوا فاقدها دفعا للمفاسد التي تندفع بنصبه | امت کیلئے یہ ضروری ہے کہ خلافت کے شروط نہ پانے والے کو ہی خلیفہ بنا دیں تاکہ اسکے خلیفہ مقرر کرنے سے فسادوں کا دفعیہ ہو۔

اور حضرت حکیم امت شمس الاسلام شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی محدث رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

ان الخليفة اذا انعقدت خلافته ثم خرج آخر ينازعه حل قتله | تحقیق خلیفہ جبکہ اسکی خلافت مقرر ہو چکی تہی پہر دوسرا خلاف کرنے نکلا تو اسکا قتل حلال ہوا۔

اور ازالۃ الخفاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ

حرام است خروج بر سلطان بعد از انکه مسلمین بروے جمع شدند مگر آنکه کفر بواح از وے دیدہ شود | حرام ہے اُٹھ کھڑا ہونا اس سلطان کے خلاف جسکی خلافت پر لوگ جمع ہو چکے تھے اگرچہ وہ سلطان

اگرچہ آن سلطان مستجمع شرائط نباشد واین مضمون متواتر بالمعنے است اھ	شروط خلافت نہ رکہتا ہو اور یہ حکم معنے کے رو سے متواتر ہے مگر اس سلطان سے کہلا کفر کیا جاوے

مسند احمد میں مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے فرمایا کہ "اگر معاذ بن جبل میری وفات تک زندہ رہے تو میں اپنے بعد انہی کو خلیفہ بناؤنگا" اور یہ بہی فرمایا کہ سالم اور ابو عُبیدہ میں سے کوئی ایک میری موت تک زندہ رہے تو خلافت اسکے سپرد کر دیتا تو مجہے پورا اطمینان واعتماد ہوتا (حالانکہ سالم غلام تھے حضرت حذیفہ رضؓ کے)

جو لوگ خلیفہ کو قریشی ہونا ضروری ٹہراتے ہیں ان کا رد یہ حدیث جامع ترمذی کی بخوبی کرتی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا

الملك فی قریش والقضاء فی الانصار والاذان فی الحبشة (اسناده صحیح)	بادشاہی قریش مین اور قضا درج ہونا انصار مین اور اذان دہی حبشیون مین رہیگی (کب تک رہیگی

عرصہ کا بیان نہیں) اس خبر کا وقوع کسی ایک زمانہ میں کافی ہے اگر اس حدیث کو خبر نہیں مانکر حکم ٹہراینگے تو جیسے قریشی کے سوا خلیفہ نہ ہونا چاہیئے اسی طرح قاضی بغیر انصاری کے اور موذن بغیر حبشی کے نہیں ہونا چاہیئے جب یہ دونوں چیزوں کے لئے انصاریت وحبشیت ضروری نہیں ہے تو خلافت کے لئے قریشیت کی ضرورت نہیں جس وجہ سے حضرت فاروق اعظم رحؓ نے معاذ انصاری غیر قریشی اور سالم غلام کو خلیفہ بنانے کی آرزو کی تہی۔

اسپر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ احادیث رسول اللہ صلعم اور ان کی شرحون اور حضرت عمر رضؓ کے اثر اور کتب عقائد وکلام کے مطابق مسلمانون کو اعتقاد رکہنا ہے تو پہر حضرت حسین علیہ السلام کا یزید کے مقابلہ مین اٹہہ کہڑا ہونا کیسا جائز ہو سکتا ہے۔

تو اسکا دفع اور جواب یہ ہے کہ کتب تاریخ سے صحت کیساتھ یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ یزید کی ولیعہدی پر حضرت معاویہ کے زمانہ مین جو بیعت لیجاتی تہی وہ تکمیل کو نہ پہونچی تہی کیونکہ فتح الباری میں ابن حبان سے یون مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ نے اسکے ولیعہدی کے

انکار کا پایہ گاڑدیا اور فرمایا کہ لا ابایع لامیرین یعنے خلیفہ کی زندگی میں ولیعہدی کی بعیت گویا دو امیروں کی بابت بعیت ہی جسکا شرعاً ثبوت نہیں اور میں ایسا نہیں کرونگا۔ اور حضرت معاویہ رضؓ کے وفات کے بعد جبکہ یزید خود مدعی خلافت ہوا تہا تو تب ہی سارے مسلمان اسکی خلافت پر متفق نہو چکے تھے برابر ایک بڑا گروہ اسکے خلاف پر آمادہ ہوچکا تہا تو کتب احادیث وکلام کے مطابق حضرت حسین علیہ السلام کو اسکا مستحق نہ ہونا ثابت کرنیکا حق تہا اور خلافت عثمانیہ کی بابت یہ حالت نہیں ہے بلکہ انکی خلافت چلی آتے ہوے اور مقامات مقدسہ کی حفاظت کرتے آتے اور شریفان مکہ ان کی ماتحتی میں رہتے رہتے صدیاں گذر چکے تو اب شریفوں کو یا دوسرے نام کے مسلمانوں کو اس خلافت میں قرآنی اور حدیثی اور کلامی حکم کے مطابق دست اندازی حرام ہوی اور دست اندازی کرنے والون اور ان باغیون عثمانیہ خلافت کے نہ ماننے والوں کو قتل کرنا ضروری ٹہرا۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے حجۃ اللہ البالغہ میں خلافت کے چار قسم حسب ذیل ذکر فرمائے ہیں۔

(۱) اجماعی خلافت۔ جو تمام مسلمان اور اہل حل وعقد اتفاق کرکے ایک شخص کو خلیفہ منتخب کریں

(۲) اِستخلاف۔ جو ایک مسلّم خلیفہ اپنی زندگی میں کسی کو نامزد کرے

(۳) خلافت شوریٰ۔ ایک مجلس کثرت آراء سے کسی کو خلیفہ بناوے

(۴) اِستیلاء۔ غلبہ اور قوت سے خلیفہ بنجاوے۔

سب اقسام کی خلافت کے متعلق ہی حضرت شاہ صاحب کا فتوی پہلے نقل ہوچکا ہے کہ کسی قسم سے خلافت ایک کے حق میں منعقد ہوچکی تہی تو دوسرے دعویدار خلافت کا قتل حلال ہے اور یہ حکم معنًا متواتر ہے۔ حضرات! خلافت جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کے اعتقاد کے مطابق سیاسی چیز ہوتی تو مخالف کا قتل متواتر حکم سے حلال نہ ہوتا اور اسپر کتب عقائد مین مذہبی شرعی حیثیت سے اتنی طول طویل بحث نہ کیجاتی اور خلافت کی تسلیم کی اہمیت پر اور اسکے مخالف کے قتل اور دوزخی ہونے اور جاہلیت کی موت مرنے کی بکثرت احادیث صحیحہ وارد نہ ہوتیں۔ قرآن مجید میں تو خلافت کو خداوند

تعالیٰ شانہ اپنے بندون کے ایمان وصلاحیت کی جزاء قرار دیتا ہو ایسی چیز جو ایمان وصلاح کے بدلے اور اجر میں اسکے حاصل ہو وہ سیاسی چیز کیسی ہو سکتی ہے؟

جبکہ خداوند تعالیٰ اس خلافت والی آیت میں وعدۂ خلافت ایمانداروں کے ساتھ فرماکر بطور عطف خلافت کو دین کا پایہ مضبوط کرنے والی چیز اور اسہی خلافت کو امن کیساتھ عبادت کرانیوالی چیز قرار دیا ہو ہم آیت خلافت میں ہر ایک عطف کو جداگانہ وعدہ سمجھتے مگر جبکہ ہم کتب عقائد کی نگاہ سے اس آیت خلافت پر غور کرتے ہیں تو بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عطف تاکیدی ہیں تاسیسی نہیں کیونکہ خلیفہ میں بڑی شرط تمکین دین اور امن کے ساتھ توحید وعبادت کرانے کی قدرت رکھی گئی ہے وہی اصل شرط ہے اور گویا یہی خلافت کا رکن اعظم ہے

پس ایسی خلافت کو جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کے اعتقاد کے مطابق سیاسی چیز کہنے کے لئے ہم ناچیزوں کی جرأت تیار نہیں بلکہ بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

خلافت کس کا حق ہے اور اس میں کچھ کسی قوم عربی یا عجمی قریشی یا غیر قریشی کی تخصیص ہی نہیں۔ ناظرین کے روبرو قرآن مجید پیش کرنا ہمارا فرض ہے جبکہ مخالف اس خلافت کو سیاسی سمجھتا ہو۔ ارشاد باری ہے کہ

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ	البتہ تحقیق زبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے تھے یہ کہ زمین کے مالک میرے صلاحیت والے بندے ہوں گے
اور یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ	وہ لوگ کہ اگر ہم ان کے پاؤں زمین میں جمادیں تو وہ نماز قائم کرینگے اور زکوۃ دینگے اور بھلائی کا حکم اور برائی سے منع کرینگے اور اللہ پاک کے اختیار میں ہے کاموں کا انجام۔
کاموں کا انجام وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ	جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اللہ پاک کا ان سے

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي وَلَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا	وعدہ ہے کہ اونہیں زمین کی خلافت دیگا اسی طرح جس طرح اگلی قوموں کو دیچکا ہتا اور ان کے لئے اسکے پسندیدہ دین کے قدم جما دیگا اور ان کا خطرہ نکالکر امن دیگا کہ وہ خالص خداہی کی عبادت کریں۔

مذکورہ آیات شریفہ سے یہہ ثابت ہوا کہ خلافت دین کی قائم و مضبوط رکہنے والی اور دین کا زور زمین پر جمانیوالی چیز ہے جو بیاسی نہیں ہوسکتی۔ اور اسکے لئے ایمان و صلاحیت کے بغیر دوسرے قریشیت و غیر قریشیت کی شرط ضروری نہیں۔ وبس ۵

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی ۔ کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

حدیث شریف مین آیا ہے کہ

من بطأبہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ ۔ جبکی کارروائی سے اہلیت و استحقاق کا ثبوت نہ ہو تو اسکا خاندانی ہونا اسکو اہلیت کی جانب نہیں بڑہا سکتا ہے

خلافت نام ہے محمد عربی صلعم کے ملک جزیرۂ عرب عموماً اور خداوند پاک کے گھر وغیرہ مقامات مقدسہ کو خصوصاً دشمنان دین کے نجس قبضہ سے بچانے اور انکی پاسبانی کرنیکا۔ پس جو شخص انکی پاسبانی کا بیڑا اپنے سر لے رکہا ہو اور اسکی حفاظت کی خاطر سر بکف جان توڑ مساعی ہیں اپنے مالک سے ع عالم تمام دشمن جان شد برائے تو۔ کہتا ہوا اپنے آپکو وقف کردیا ہوا اسکو خلیفۃ المسلمین کہا جاتا ہے اور ایسے خلیفہ کے لئے شرع نے اسلام کی خاطر جانبازی کی آمادگی اور اسلام کی پہرہ داری کی قدرت کے سوا کوئی شرط معتدبہ نہیں ٹہرائی ہے ع بندگی باید پیمبرزادگی درکار نیست

جس سرزمین عرب و رخطۂ پاک کا دشمنوں سے بچانا خلافت ہے اور آنحضرت صلعم نے اپنی حیات کی آخری سانسوں مین اس سرزمین پاک کو دشمنون سے بچانے کی وصیت فرمائی ہو چنانچہ صحیح مسلم اور مسند احمد میں مروی ہے کہ

لاخرجن الیہود والنصاری من جزیرۃ العرب حتی لا ادع الا مسلماً	آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں البتہ نکالدونگا (بذات خود یا بوساطت خلافت) یہود و نصاری کو عرب کی سرزمین سے یہانتک کہ

اسمین مسلم کے سوا کسی کو نہ رہنے دونگا۔

اور حضرت عمر رضؓ کی روایت میں ہے کہ

اخرجوا الیهود والنصاری من جزیرة العرب	رسول اللہ صلعم نے (آخر کلام وفات کے وقت تین امور کی بابت فرمایا (جس میں سے ایک یہ ہی) کہ نکالدو علاقۂ عرب سے یہود و نصاری کو

امام مالک اور امام زہری رحؒ نے حضرت عمر سے یہ روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ

لا یجتمع بجزیرة العرب دینان عرب کے خطہ میں دو دین (ایک تو اسلام اور دوسرا غیر اسلام) جمع ہو کر نہ رہیں

پس اس قسم کی پیاری خلافت کو جسکا درد و غم رسول اللہ صلعم نے اپنی آخری دم حیات میں ہی ظاہر فرمایا ہو اسکو سیاسی کہنا کیسے باغیرت مسلمان کا قول ہوگا۔ انا للہ وانا الیه راجعون۔ ہمارے برادران اسلام ضمناً یہ ہی یاد رکھیں کہ اس نبوی آخری وصیت کو حضرت عمر رضؓ نے اپنے عہد خلافت میں بخوبی جاری کر کے چھوڑا۔ چنانچہ حدیث ابن ابی شیبہ میں مروی ہی کہ حضرت عمر رضؓ نے یہود و نصاریٰ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

فانی مجلیکم فاجلاهم پس میں جزیرۂ عرب سے تمکو تحقیق نکالدینے والا ہون (یہ فرمایا اور) نکال ہی دیا۔

تفسیر فتح البیان میں مروی ہے کہ

عن ابی موسیٰ رضؓ قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالك وله اتخذت حنیفا یعنی مسلما وتلا هذه الآیة ای یا ایها الذین امنوا لا تتخذوا الیهود والنصاری اولیاء قلت له دینه ولی کتابته فقال لا اکرمهم اذا اهانهم الله ولا اعزهم اذا اذلهم الله ولا ادنیهم اذا ابعدهم الله قلت انه لایتم امر البصرة الابه فقال مات النصرانی والسلام	ابو موسیٰ اشعری رضؓ نے امیر بصرہ ہونے کے بعد حضرت امیر المومنین عمر رضؓ سے کہا کہ میرا منشی ایک نصرانی ہے حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم کو نصرانی سے کیا علاقہ ہ تمنے کیون ایک مسلمان کو منشی نہیں بنالیا اور یہ آیت پڑہی کہ اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنے مددگار مت بناؤ حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے عرض کیا کہ اسکا دین اسکو اور مجھ کو تو فقط اس کی کتابت منظور ہے امیر المومنین حضرت فاروق رضؓ نے فرمایا کہ جن کی خداوند پاک نے توہین کی ہے مین ان کو بزرگی نہیں دونگا اور جن کو خداوند پاک نے ذلت دی ہے

یعنی جب انہ مات فما تصنع بعدہ فما تعملہ بعد موتہ فاعملہ الآن واستعن عنہ بغیرہ من المسلمین

میں ان کی عزت نہ کرونگا اور جن کو اللہ پاک نے ہٹا دیا ہے میں اسکو نزدیک نہیں کرونگا حضرت ابو موسیٰ رضؓ نے عرض کیا کہ اس نصرانی کے بغیر بصرہ میں کام نہیں چلتا ہے پس حضرت فاروق رضؓ نے فرمایا کہ اگر وہ نصرانی مرجاوے تو اسکے بعد جو کروگے وہی صورت اب کرلو اور اس نصرانی کو نکالکر کسی مسلمان کو محرر بنالو۔

ناظرین اس روایت سے نصرانی کو مسلمانوں سے ہٹا دینے کی اور بصرہ عراق عرب کے امیر پاس بہی اسکو ماتحت بنکر رہنے کی اجازت حضرت عمر رضؓ نے نہیں دی اور فاروق اعظم نے ماتحت نوکر رکھنا بہی کا پسند نہ کرکے ایسی اسکی ماتحتی کو قرآن کے لفظ اولیاء سے موالات وتعاون قرار دیا اور ایسی تعاون وموالات سے روکدیا پھر چہ جائیکہ جب مسلمان لوگ اور خصوصاً اہل عرب نصاریٰ کی ماتحتی میں آویں اور اسکو موالات وتعاون نہ سمجھیں اور ان سے موالات وتعاون ترک نہ کریں۔ الحاصل اس روایت سے حضرت فاروق اعظم رضؓ نے یہود ونصاریٰ کے اخراج اور ترک موالات اور ترک تعاون کا اتحاد اور اسکا اہتمام روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے حرف ہدایت۔ کے کان نصیب ہونے کی ضرورت ہے خداوند پاک ہم سب کو نصیب کرے۔

(۷) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب دہلوی اور نظام الدین احمد خان صاحب گورکھپوری اور ان کے ہمخیال لوگوں کا یہہ اعتراض ہے۔ "ہم لوگ مشرکین ہنود سے عموماً اور گاندہی سے خصوصاً ترک تعاون اور ترک موالات کیوں نہیں کرتے۔ اور نصاریٰ سے ترک موالات اور ترک تعاون کرتے جاتے ہیں حالانکہ نصاریٰ کو مشرکین کی بہ نسبت زیادہ مودت ومحبت والے مسلمانوں کے حق میں قرآن پاک نے قرار دیا ہے چنانچہ مشرکین کا ذبیحہ اور ان کی لڑکی مسلمانوں کو حلال نہیں اور نصاریٰ کا ذبیحہ اور ان کی لڑکی مسلم کو حلال ہے کہانا اور لڑکی کرلینا اعلیٰ درجہ کی موالات ہے جس سے تمہاری ترک موالات کا خیال کافور ہوجاتا ہے چنانچہ نظام الدین احمد خان صاحب گورکھپوری اپنے بسط الکلام صفحہ ۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

الف "آپکو مخالفت موالاۃ بالمشرکین سے ہرگز نہین ہی دعوئی ترک موالات غلط ہے۔ قرآن شریف
میں بہت سی آیتیں ہیں مگر یہاں صرف وہی آیتیں تحریر کیگئی ہین جو خاص مشرکین سے متعلق ہین
اہل کتاب کو ان پر ہزار درجہ ترجیح ہی قال اللّٰہ تعالیٰ ولتجدنّ اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الخ

ب صفحہ ۶ ددنوں طرف سی طعام وذبیحۂ اہل کتاب کو حلال فرمایا اور گھر انعلق مابین مسلمان ونصاریٰ
ویہود کے قائم کردیا گیا میاں بی بی سے بڑہکر کوئی تعلق کوئی معاملہ ہو سکتا ہے۔
وہ (اللہ تعالیٰ) مشرکین گئوسالہ پرستون کے ساتھ قطع تعلق مذکور کا حکم دیتا ہے نصاریٰ کے

ج ساتھ اس قسم کا ترک موالات جائز نہیں بلکہ ممنوع ہے صفحہ ۱۱ اگر کوئی شخص ترک موالات
سے انکار کرتا ہے تو صاف صاف اس سی کہا جاتا ہے اور دھمکی دیجاتی ہے تمکو بائیکاٹ

د کردیا صفحہ ۱۳ اگر اس قسم کا ترک موالات ایک شرعی امر ہے اور بقول آپکے واجب وفرض ہے
تو بتائیے کیوں علماء سلف صالحین نے اس ترک موالات کا فتویٰ نہیں دیا۔

ھ صفحہ ۵ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا ہے اسکو حلال اور جس چیز کو حرام فرمایا ہی اسکو
حرام جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے اسکو اپنے اوپر حرام
کرنا جائز نہین یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللّٰہ لک یہ آیت ترک مباح پر نازل ہوئی

و صفحہ ۱۳ مولانا وقدوتنا مرحوم قدس اللہ سرہ کے انتقال پرملال کے بعد ہی مسلمانون
نے تجویز شروع کردی کہ شیخ الہند کس کو بنانا چاہئے سبحان اللہ میں عرض کرتا ہون کہ
مہاتما گاندہی کو کیون شیخ الہند نہین بنا دیتے"،

(جناب مولوی ضیاء الدین صاحب ویلوری تحریر فرماتے ہیں کہ)

ز "اہل یورپ نے سلطنت ترک سے ایسے صدہا وعدے کئے ہیں جنکا ایفا نہیں کیا
گیا اللہ جل شانہٗ کفارون سے جس فرقہ کو اقرب مودّت فرماتا ہے ان کی جب یہ حالت
ہے تو غور فرمائیے کہ مشرکین کا کیا اعتبار دکھلی چٹی بنام مولانا شررصاحب کالم ۳)

ح آئندہ انہی مشرکین کو خوش کرنے یا ہندوستان کی سلف گورنمنٹ حاصل ہونے کے

خیال خام ہے شرک خفی سے بڑھکر شرک جلی کے خود مرتکب ہوں اور دوسروں پر اسکی تعمیل کی جبر ہی کریں۔" (خط مولوی ضیاء الدین صاحب بنام ین مولانا صاحب)

جناب نظام الدین احمد خان صاحب گورکھپوری کے مضامین (الف اور ب) کا جواب دیا جاتا ہے بعونہ تعالیٰ وتوفیقہ

جن اہل کتاب کو آپنے لکھا ہے کہ " اہل کتاب کی ان پر ہزار درجہ ترجیح ہے " ان اہل کتاب میں یہود بھی داخل ہیں خداوند پاک ان کو اَشَدَّ هُمْ عَدَاوَةً ایمانداروں کے ساتھ سخت عداوت رکھنے والے ہیں کرکے فرمایا ہے اور وہ اہل کتاب ہونے کی وجہ سے ان کی لڑکی اور ان کا ذبیحہ بھی تو حلال ہے پس سخت عداوت والوں کا بھی ذبیحہ اور ان کی لڑکی کے ساتھ نکاح حلال ہوا تو نصاریٰ کے ذبیحہ اور لڑکی کے ساتھ نکاح حلال ہونے کو بڑا تعلق اور گہرا تعلق کیسا قرار دیا جا سکتا ہے اور موالات و ترک موالاۃ کے لئے یہ دونوں امر (حلت ذبیحہ و جواز نکاح کتابیہ) معیار و میزان کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور جن نصاریٰ کو آپنے اور جناب مولوی ضیاء الدین صاحب ویلوری نے اقرب مودۃ قرار دیا ہے آیا وہ یہی نصاریٰ ہیں؟ پہلے اوسکو جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کی تحریر سے دیکھہ لیں فرماتے ہیں کہ " تقریبًا ڈیڑھ سو سال سے

اہل یورپ نے سلطنت ترک سے ایسے صدہا وعدے کئے ہیں جنکا ایفا نہیں کیا گیا۔ لائڈ جارج مذہبًا عیسائی ہے سیاسۃً گلیڈسٹون کا شاگرد ہے ان کے سارے گناہ جو آج تک کئے یا زندگی تک کرینگے سب معاف ہو چکے ہیں ان کو وعدہ وفا کرنے کی کیا ضرورت ہے وہ اپنا مطلب سیدھا کرنے کے لئے مخالف کو دھوکا دیتے ہیں بے وقوف تو وہ ہونگے جو ان کے باتوں پر اعتبار کیا (کھلی چٹھی)"

جناب مولوی ضیاء الدین صاحب۔ ین مولانا صاحب کو لکھتے ہیں کہ

لنڈن کے کنیسہ کے کوئی پادری صاحب دعا میں فرماتے ہیں کہ خدا کا ہم پر بڑا احسان ہے کہ ہمارے مخالفین کو ہمارے غلام بنا کر فلسطین ہمکو دلایا۔ یہ غلام کون ہیں غور کیجئے۔

دفتر کے خوف یا حکام دنیا کے حسن میں نصرانی فوجوں میں داخل ہو کر میدان ترک کو شہید کرتے یا خود

جہنم رسید ہوتے ہیں اسی طرح عرب کا حال ہے کہ خلیفہ سے باغی ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ ذلك هو الخسران المبین کا مصداق ہو رہے ہیں خود مٹے اور اسلامی عزت کو بھی خاک میں ملا دیا"

(کھلی چٹی کالم ۲)

جناب مولوی صاحب نے اپنی کھلی چٹی میں مسئلۂ گرانٹ میں ان نصاریٰ کی بابت کفّار کا لفظ استعمال کیا اور حربیوں کے ساتھ کے برتاؤ کی عبارت نصاریٰ کے حق میں پبلک پر پیش کی۔ اور شریف کے نصرانی کے ماتحت ہونے کو نصاریٰ کی بابت کافرین کا لفظ آیت لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا سے دلیل پکڑ کے شرعًا ناجائز قرار دیا چنانچہ وہ کھلی چٹی میں لکھتے ہیں کہ یہہ بات میں نے مسٹر ینگ کلکٹر مدراس سے کہا۔ اس نیچے کے مضمون سے تو جناب مولوی صاحب کے نصاریٰ کے متعلق اندرونی اعتقاد کا فر اور حربی ہونے کا نظر آتا ہے اور پہلی تحریر سے ان عیسائیوں کے عیوب نظر آتے ہیں کہ انکی فوج میں داخل ہونیوالوں نے دیندار ترکوں کو شہید کیا اور خود جہنم رسید ہوے (حالانکہ اوس فوج میں کلمہ گو لوگ ہی تھے مگر مولوی صاحب ان کو ہی جہنم رسید کرتے ہیں۔) اور جناب مولوی صاحب نے ان کے پادری اور ان کے وزیر اعظم کا حال ذکر کر کے لوگوں کو ان پر برافروختہ بنایا ہے اب آپ ہی انصاف فرمائیں کہ کیا جن لوگوں نے یہ یہ کام کئے وہ اقرب مودّت ہو سکتے ہیں؟ اگر کسی زمانہ کے کسی ایک عیسائی کے خاص چند افراد کا خوبیوں سے قرآن پاک میں تذکرہ آیا ہے تو ایسی خاص خاص تعریفوں کے مستحق کبھی مشرکین مکہ بھی ہوئے ہیں۔ اور یہود کے چند افراد بھی کبھی خاص خاص تحسینوں سے نوازے گئے ہیں چنانچہ یہود جو اشد ہیں عداوت میں ان کے ایک فریق کی تعریف فرماتا ہے چنانچہ سورۂ مائدہ میں ہے کہ

وَمِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ یُّؤَدِّهٖۤ اِلَیْكَ الآیة	اور بعض اہل کتاب (یہود میں سے) ایسے ہیں کہ جنکو تم ایک (بڑے) خزانہ کے امین ٹھہراؤ تو تم کو برابر واپس کر دینگے

اور مشرکین مکہ میں سے چند کی بابت یہ ارشاد ہوا کہ

عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ	قریب ہے کہ اللہ تمہارے اور تمہارے مخالفین

(مشرکین) میں باہمی مودت پیدا کر ڈالے۔	عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً

اگر کوئی یہ کہے کہ یہود کے متعلق کی آیت عبداللہ بن سلام رضی جیسے لوگوں کی بابت نازل ہوی تھی جو مسلمان ہو گئے تھے اور مشرکین مکّہ کی بابت نازل ہوی سو آیت میں اُن مشرکین کا ذکر ہے جو فتح مکّہ معظمہ میں مسلمان ہو گئے تھے تو ہم یہی جواب نصاریٰ کے اقرب مودّت ہونے پر دیتے ہیں کہ یہ آیت بھی انہی نصاریٰ کے متعلق نازل ہوی تھی جو حبشہ میں مسلمان ہو چکے تھے جنمیں نجاشی بادشاہ بھی داخل ہے۔ جن نصاریٰ کی بابت اقرب مودّت آیا ہے اور ان کے اقرب مودّت ہونے کے جو وجوہ اور اسباب قرآن پاک میں وارد ہیں اُن اوصاف کو آپ نصاریٰ کے ساتھ ملا کر انصاف کریں کہ آیا یہ لوگ بھی اقرب مودّت کے خطاب کے مستحق ہیں یا نہیں۔ اور جو لوگ کہ موجودہ نصاریٰ حکّام کو بھی مسلمانوں کیساتھ اقرب مودّت سمجھتے ہیں وہ علم اور عقل سے ہزاروں برس فاصلے پر پڑے ہوے ہیں۔ اقرب مودّت والے نصاریٰ حبشہ کے نصاریٰ تھے جنکے ملک میں حضرت جعفر طیّار رضی اور حضرت عثمان ذی النورین رضی اور ان کی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلعم ابتداء اسلام میں جاکر ہجرت کی تھی اور وہ نصاریٰ حبشہ کے ان سے کلام پاک قرآن مجید سنے۔ چنانچہ خداوند پاک سورۂ مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ	(ان کا اقرب مودت ہونا) اسلئے ہے کہ اُن میں سے اہل علم ہیں اور خداوند پاک سے ڈرنیوالے اور یہ بھی کہ وہ تکبر نہیں کرتے ہیں۔ اور جب سنا انہوں نے رسول اللہ صلعم پر اُتاری ہوی کتاب تو آپ دیکھتے کہ ان کے آنکھوں سے آنسو بہتے بہتے بسبب حق جاننے کے کہنے لگے اے رب ہمارے ہم ایمان لائے پس شہادت دینے والوں کے ساتھ ہمارا نام لکھدے اور کیا ہوا ہمکو کہ ہم اللہ پاک اور اس حق پر ایمان

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

نہ لاویں جو ہمارے پاس آیا اور ہم امید رکھتے ہیں یہ کہ ہمارا پروردگار ہمکو صالحون کے ساتھ

داخل کرے۔ پس ان کے اس کہنے پر خداوندپاک نے ان کو بدلہ دیا ان بہشتون کا جنکے نیچے سے نہریں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہینگے اور یہہ بدلہ ہے نیکوں کا۔

ناظرین دیکھیں کہ وہ حبشہ کے نصاری پہلے نصاریٰ تھے کلام پاک سنتے ہی روئے اور مسلمان ہوگئے وہ اہل علم اور خداوندپاک سے ڈرنیوالے تھے اور کبر وغرور نہ رکھتے تھے اور ان کے جنتی ہونے کی خداوندپاک نے بشارت بھی دی چنانچہ ان میں کا بادشاہ اصحمہ نجاشی کی موت پر آنحضرت صلعم نے غائبانہ جنازہ صحابہ رضؓ کے ساتھ مدینہ میں ادا فرمایا

ان اوصاف ووجوہ میں سے ایک وصف تو بیان کریں کہ موجودہ عیسائی حکّام طبقہ میں موجود ہے جس پر ان کے ساتھ آپ موالات کا حکم عطا فرماویں

موجودہ نصاریٰ تو جتنا کچھ کلام خداوندی اور حکم اسلامی سنتے جاتے ہیں اور سارے مسلمانوں کے مذہبی جذبات تحریکات اور جلسون اور اخبارون اور عرضیون اور تارون اور وفدوں کے ذریعے معلوم کرتے جاتے ہیں اُتنے اور اینٹھتے جاتے ہیں نہ انہیں اسلامی علم ہے اور نہ حق پسندی ہے۔ ہے تو فقط کبر ونخوت ہی۔ یہ مسلمان کیسے ہوسکتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنا اور انکی خلافت اور اسلامی طاقت پر قبضہ کرنا اپنا ضروری کام سمجھتے ہیں اور یہہ جنتی بھی نہیں ہیں اور نہ انہیں سے کسی کا انتقال ہاپنے پر مسلمانوں کو جنازہ ادا کرنا جائز وروا ہے۔ اُن نصاریٰ پر جو محمدی ہوکر لقب جنتی اور اقرب مودت ہونیکا خداوندپاک سے حاصل کئے ہیں موجودہ دشمنان دین کو کیسے قیاس کرسکتے ہیں اور ان سے موالات وتعاون جائز رہنے کو اسلامی غیرت اور مذہب کسطرح اجازت دے سکتے ہیں۔ آپکے ایسے قیاس کو قیاس فاسد اور قیاس مع الفارق کہتے ہیں۔ ناظرین! خوب یاد رکھیں کہ ترک تعاون اور ترک موالات کا حکم کچھ نصرانیت اور یہودیت اور مجوسیت اور ہنود ہونے پر نہیں رکھا گیا بلکہ جس کسی میں اسلام کی دشمنی

یا دشمنوں کی مدد جبکہ پائی گئی اسی وقت اسکے ساتھ ترک تعاون اور ترک موالاۃ کرنا چاہیئے اگرچہ کہ وہ نام کے مسلمان ہی کیوں نہ ہوں خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ — اور جو کوئی تم (مسلمانوں) میں سے ان (یہود و نصاریٰ) کو اپنا مددگار بنا وے وہ انہی میں سے ہے

اور یہہ بھی ارشاد ہے کہ

وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ — اور جو کوئی ان (دشمنان دین) کو اپنا ولی و مددگار کرلیوے پس وہ اللہ پاک سے بے تعلق ہوگیا

اور امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

بارتداده عن دينه ودخوله في الكفر — وہ اپنے دین سے مرتد ہوکر کفر میں داخل ہوگیا۔

حالانکہ مسلمانوں کی لڑکیاں لینا اور ان کے لڑکوں کو مسلمانوں کی لڑکیاں دینا جائز ہے ماں باپ کی عداوت اسلام کا قصور ماں باپ پر ہے نہ کہ لڑکوں لڑکیوں پر جو بے سمجھی سے گہرا تعلق اور موالاۃ کی دلیل اسکو گردانا جاوے۔

خوب غور سے سنیں کہ یہود کا نام قرآن پاک میں غضب کئے ہوئے اور ذلت و خواری کی مہر لگے ہوئے لکھا گیا ہے پھر بھی ان کی لڑکیاں اور ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ نصاریٰ اور یہود اور ہندو تو غیر قوم غیر مذہب ٹھہرے قرآن پاک تو ماں باپ اور بھائیوں اور کنبے والوں سے بھی ترک تعلق کرنیکا حکم کیا ہے جبکہ وہ خداوند پاک و رسول اللہ صلعم کا خلاف کریں اگر ایسا ترک تعلق نہ کریں تو خدا تعالیٰ اور قیامت پر ان کو ایمان نہ رکھنے کی خبر دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ۔ الآیہ

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو خدا تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اللہ اور رسول کا خلاف کرنیوالوں سے محبت کا معاملہ رکھتے ہوں اگرچہ کہ مخالف انکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ وہ

لوگ میں جنکے دلوں میں ایمان لکھا ہے

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ الآیہ | (اگر یہہ (نام کے مسلمان وقعی) خدا و رسول اور شرع پر ایمان رکہتے تو ان (دشمنان دین) کو اپنے یار و مدد گار نہ بناتے۔

یہہ اعتراض کہ گئو سالہ پرست ہندؤں سے کیوں قطع تعلق نہیں کرتے اور نصاریٰ سے ترک تعلق کرتے ہیں حالانکہ اولٹا کرنا چاہئے تہا کہ ہندؤں سے اللہ قطع تعلق کا حکم دیتا ہے اور نصاریٰ سے ایسا جائز نہیں (یہ خلاصہ ہے گورکہپوری کے اعتراض کا)

اسکا جواب سنیں! ہندؤں سے اب تعلق رکہتے ہیں تو خدا و رسول کے حکم سے اور اب کے نصاریٰ سے قطع تعلق کرنے لگتے ہیں تو بہی خدا و رسول کے حکم سے۔

ان صحیح روایات پر غور کے اور عمل کے کان لگائیں (خدا وندپاک کے ہاتھ توفیق ہی) قزمان ایک مشرک غلام تہا وہ آنحضرت صلعم کیساتھ جنگ میں کتنے کفار کو تہ تیغ کیا اور اسکے اس تعلق کو منظور رکہا اور لوگوں کو یہ جواب ارشاد فرمایا کہ

ان اللّٰہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر | تحقیق اللہ پاک اس دین کی تائید بری مرد سے بہی کراتا ہے

اور ابو طالب رسول اللہ صلعم کے چچا کا حال دیکہئیے کہ خود مسلمان نہ ہوکر آنحضرت صلعم کیساتھ تائید و مدد کا تعلق نبوت کے بعد گیارہ سال تک رکہے تھے اور آنحضرت صلعم نے اس کو مقبول رکہا ان دونوں کے سابق دین پر رہنے کے باوجود ان کے ساتھ ترک تعلق نہیں کیا اور نجران کے نصاریٰ مدینہ میں جو آئے تھے ان پر میدان میں جاکر لعنت بہیجنے کا حکم قرآن میں وارد ہوا یہ بہی تو نصاریٰ ہی تھے اور وہ دونوں تو مشرک ہی تہے یہ بات الگ ہے کہ ابو طالب کے انتقال کے وقت ایمان نصیب ہوا یا نہ۔ اور ان کو نجات ملی یا نہ۔ شیخ دحلان مکی شافعی ابو طالب کے وقت انتقال پر ایمان لانے اور ان کی نجات پانے کے قائل ہیں مگر حالت حیات میں تو وہ مشرک تھے اور ان کے ساتھ تعلق دموالات ان کے حین حیات میں نبی صلعم نے جاری رکہا۔ ہاں یہ بات ضروری ہی کہ ہم کسی کافر و مشرک سے

امداد اور اعانت نہ چاہیں یہ غیرت کا معاملہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ

انا لانستعین بمشرک | تحقیق ہم مدد نہیں چاہینگے کسی مشرک سے

اگر کوئی خود آپ ہی آپ میل ملاپ اور مدد و صلح ہمارے ساتھ کرنے لگے تو موجودہ حالت پر نظر کرتے ہوے اسکے ساتھ میل ملاپ کہینگے نہ ماضی واقعات کو یاد کرینگے اور نہ آئندہ کا کھٹکا رکھینگے چنانچہ خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (مائدہ)	اے ایمان والو انصاف سے قائم رہو اور تم کو کسی قوم کی (برائی) عداوت (اسکے) انصاف کرنے پر نہ اوبہارے۔ انصاف کرو وہ تعویٰ کے زیادہ نزدیک ہے
وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	تم کو نہ اوبہارے کسی قوم کی وہ عداوت جو تم کو کعبہ سے روکے تھے (بعد مکہ تمہارے قبضہ ہونے کے)
وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ	اگر وہ مصالحت کے لئے جھکیں تو تم ہی مصالحت کے لئے جھک جاؤ اور اللہ پاک پر بھروسا کرو۔
وَاِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ	اور اگر وہ (دل میں تمہارے ساتھ دہوکے کا دبرا) ارادہ رکھیں تو تحقیق تمہارے لئے اللہ پاک کافی ہے

چیز یکہ بے سوال رسد دادہ خداست ○ اور را تو رد مکن کہ فرستادہ خداست

خلاصہ یہ کہ اگر مصالحت کرتے ہیں تو عداوت مت کرو اور اگر عداوت کرتے ہیں تو ان کا تعلق مت رکھو ○ اگر صلح جوئی نہ خواہیم جنگ ○ وگر جنگ خواہی نہ یابی درنگ

اور یہ اعتراض کہ مسلمانوں کو بائیکاٹ کیا جاتا ہے باد ہمکی دیجاتی ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ تین صحابہ جلیل القدر مرارہ بن ربیع۔ ہلال بن امیہ۔ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم سے پچاس دن تک جبتک کہ ان کے قبول ہونیکی وحی نہ آئی تہی قطع تعلق وکلام وغیرہ کیا گیا ہتا جنکا قصہ سورۂ توبہ کے آخر میں موجود ہے۔ اور ازواج مطہرات سے ایک ماہ تک بہ طور ایلا، لغوی کلم و

وکلام وتعلق ودیدار تک آنحضرت صلعم نے حلفاً بند رکھا تھا بعد وحی آئی کہ تم رکھنا ہو تو فلان شرط پر ان کو اپنے ماتحت رکھو یا طلاق دیکر پورا قطع تعلق کردو تین دن سے بڑھکر مسلمان بھائی سے بات چیت نہ کرنے کی ممانعت کی حدیث جسکو نظام الدین احمد خان صاحب نے بسط الکلام میں لاکر ترک موالات کا رد کیا ہے۔ ان کی غلط فہمی ہے اسکا مطلب یہ ہی کہ شرعی وجہ کے بغیر ترک موالات وکلام کسی مسلمان بھائی سے نہ کرے۔

اتنی دراز تحریر سے پبلک کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ گاندھی اور ہنود سے موالات رکھنا اب ان کے اتحاد کے وقت جائز اور قرآنی حکم ہے جسپر عمل کرتے ہوی حضرت صلعم نے بنو خزاعہ غیر مذہب قبیلہ سے موالات و تعلق رکھا تھا انہی کی تائید کرتے ہوی آنحضرت صلعم نے فتح مکہ کی تیاری فرمائی۔ سب سے بڑا اصول موالات وترک موالات کا عداوت کا ظاہر ہونا یا نہ ہونا ہے۔ جسکو قرآن پاک نے تصریح فرمادی ہے کہ:

لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ

اللہ تعالی تم کو ان لوگون کے نیک سلوک اور منصفانہ برتاؤ کرنے سے نہیں منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں لڑائی نہ کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے باہر کیا تحقیق اللہ پاک انصاف کرنیوالون کو پسند کرتا ہی

اِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

اللہ پاک تو تمکو ان لوگون کی موالات سے منع کرتا ہے جو تم سے دینی معاملہ میں لڑے اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں مدد دی۔ اور جو لوگ ان سے موالات کریں بس وہ ظالم ہیں

نظام الدین صاحب گورکھپوری کا یہ اعتراض کافور ہو گیا کہ "اگر اس قسم کا ترک موالات ایک شرعی امر ہے اور بقول آپکے واجب فرض ہی تو بتائیے کہ کیوں علماء سلف صالحین نے اس ترک موالات کا فتویٰ نہیں دیا۔" حضرت نظام الدین صاحب: ترک موالات کا فتویٰ قرآن مجید میں اور حدیث شریف میں موجود ہے اور حضرت عمر رضہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضہ کے ایک عیسائی کاتب رکھنے کو

منع کردیا تو پھر اور کونسے سلف کا فتویٰ آپ چاہتے ہیں؟ پھر انکا یہ اعتراض کہ "جس چیز نے اللہ تعالیٰ نے مباح کیا ہے اسکو اپنے اوپر حرام کرنا جائز نہیں یا ایھا النبی لم تحرم الآیۃ ترکِ مباح پر نازل ہوئی" ہماری اباحت کے بحث سے رد ہو گیا کیونکہ مباح ہی خطاب شرعی ہے جسکے لئے دلیل شرعی تخییر والی چاہئے رسولوں کو حکم اباحت ہوا تھا کہ

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا الآیہ | کھاؤ پاک چیزوں میں سے اور کام کرو نیک

اس اجازتِ اباحت قرآن پاک میں موجود ہوتے ہوئے آپنے اپنے پر شہد نہ کھانے کی قسم کھالی تو یہہ آیت نازل ہوئی۔ آپ یہاں بتلادیں کہ کس جگہ قرآن وحدیث میں آپکو دشمنانِ دین کے ساتھ تعاون وموالات جاری رکھنے کی اجازتِ اباحت ہی دیگئی ہے اگر آپ یہہ نہ بتلا سکتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہہ نہ بتلا سکینگے تو آپکی نظیر مذکور آیت کی آپکی بے علمی پر شہادت دیگی۔

جناب مولوی ضیاء الدین صاحب کے دو اعتراض کہ مشرکین کا کیا اعتبار۔ مشرکین کو خوش کرنے کیلئے شرک خفی سے بڑھکر شرک جلی کے مرتکب ہوں

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ | اور اگر کفار تمکو دہوکہ دینے کا دل میں ارادہ رکھیں تو پس تمکو تحقیق اللہ بس ہے۔

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ | اور اگر (اب) مصالحت کے لئے وہ جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پاک پر بھروسا کرو۔

ان دونوں آیات شریفہ میں اوسکا جواب آگیا باقی رہا یہ کہ مسلمان غیر تمند کو شرک خفی کی تہمت لگانا اور آئندہ کے لئے شرک جلی کی بدگمانی کرنی اہل علم کے شایان شان نہیں۔ قرآن وحدیث اور سلف کی ہدایات پر عمل کرنے والوں پر غلط الزامات نہ لگایا کریں

نظام الدین صاحب گورکھپوری کا یہ تمسخر کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے عوض مہاتما گاندھی کو شیخ الہند کیوں نہیں بنادیتے،، ان جیسے شریفوں کو ہی مبارک ہے جسکا جواب ہم دینا پسند نہیں کرتے ہیں۔ خداوند پاک ان سے سمجھے

(۹) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب ویلوری جناب بین مولانا صاحب کے خط میں رقم فرماتے ہیں کہ

"ایسے بہت سے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو ذبح گاؤ جسکو خداوند عالم اجازت دیتا ہے منع تحریر کرتے ہیں اسلئے کہ مشرکین ہند خوش ہوں۔ مشرکین کو خوش رکھنے کے واسطے احکام شرعیہ میں تغیر و تبدل کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں"

جناب نظام الدین احمد خانصاحب گورکھپوری بسط الکلام میں تحریر کرتے ہیں کہ

"آپ لوگ گئو سالہ پرستوں اور ان کے خلفاء کی تقلید میں حد سے گزر گئے ہیں اور ان کی خوشامد میں اپنے دین و مذہب کا بھی پاس نہیں کیا قربانی گاؤ کو انپر قربان کر دیا" صفحہ قربانی شعار اسلام ترک کریں۔

عدم گاؤکشی خاص طریقہ گاؤ پرستان کا ہے اور قربانی گاؤ خاص طریقہ اہل اسلام کا ہو اس سے آپ انکار نہیں کر سکتے پھر اگر آپ اپنا طریقہ چھوڑ کر گاؤ پرستان کا طریقہ اختیار کرتے ہیں تو اس آیت کو سن لیجئے ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا (ترجمہ) اور جو چلے سب مسلمانوں کی راہ کے سوا ہم اسکو حوالہ کرینگے وہی طرف جو اسنے پکڑی اور ڈالینگے اسکو دوزخ میں اور بہت بری جگہ پہونچا۔"

دونوں مرقوم الصدر دوستوں کی تحریر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حامیان خلافت و رہنمایان اسلام جمعیت العلماء ہند نے ذبح گاؤ شعار اسلام کو منع قرار دیا ہے حالانکہ وارثان رسول اللہ صلعم و شیدایان دین متین کی تحریروں تک ان کی رسائی نہیں ہوی یا ان کو بینائی نصیب نہیں

۵ چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست — سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون گوش ہوش سے سنیں (از اخبار مشرق نمبر ۳۴ جلد ۱۴)

"مسئلہ گاؤکشی کے متعلق خود اہل اسلام میں کھینچ تان نظر آرہی ہے اسکے بارہ میں اس ناچیز کی رائے یہہ ہے کہ حضرات اہل اسلام کو اسکی موقوفی یا تنگی یا مذمت اور تقبیح میں

حصہ لینا ہرگز نہ چاہیئے اگر کسی خاص طور اور خاص نیت سے کوئی تنگی مباح ہی مان لیجاوے مگر عوام میں اسکا موضوع مضرت فی الدین سے خالی نہیں ہو سکتا۔ والحذر الحذر۔ البتہ اسی کیساتھ اگر کوئی گای کے علاوہ جانور کی قربانی اپنے کسی خیال سے کرے تو ہمیں بھی خلجان نہ کیا جاوے۔ اہل اسلام کو ضروری ہے کہ احکام شرعیہ کی حفاظت کا اول خیال رکھیں اور جو مصائب دینی اور دنیوی پیش نظر ہیں اور جن خطرناک باتوں کی آمد آمد ہو رہی ہے انسے بھی غفلت کو جائز نہ سمجھیں"۔ اب عالیجناب مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی جانشین حضرت بحرالعلوم لکھنوی کی چند تحریریں اس امر قربانی گاؤ کے متعلق عرض خدمات کیجاتی ہیں۔ (منقول از رسالہ ہجرت و قربانی گاؤ حصہ سوم) فرماتے ہیں کہ

"صفحہ ۹ میرا مقصد یہ ہے کہ گائی کی قربانی واجب نہیں ہے مباح ہے اس سے افضل دوسرے جانوروں کی قربانی ہے۔ جو شخص حلت قربانی ولحم کا اعتقاد رکھتا ہوا ترک قربانی کرے تو اسکو اختیار ہے اور محض فتنہ وفساد کی غرض سے قربانی گاؤ نہ کرنا چاہیئے"۔

صفحہ ۱۵ "مینے کبھی وعدہ نہیں کیا کہ تمام لوگوں سے گائی کی قربانی بند ہو جائیگی اسواسطے کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے اسکا وعدہ دہوکہ کے ہم وزن ہے۔ مجھے عقلاء ہند سے اسکی توقع بھی نہیں ہے۔ کہ وہ مجھے حدود اسلام سے باہر بلانا چاہتے ہیں یا بدلہ لیکے اپنی عزت وحمیت کو گنوانا چاہتے ہیں۔ ہمنے صاف کہدیا ہے کہ ہندو اگر روکیں تو مسئلہ بدل جاتا ہے"۔

صفحہ ۱۶ مینے اتحاد ہنود میں کوئی فعل خلاف شرع روا نہیں رکھا۔ نہ رکھنے پر راضی ہوں۔ قربانی گائے اختیاری شے سمجھ کر ایسا نہیں کی ہے ہندوؤں کے روکنے سے یا ان کی محض خوشامد سے ترک قربانی گاؤ کو ممنوع سمجھتا ہوں باوجود اسکے اتحاد کو جسمیں فرض دفاع ادا ہو سکتا ہے روا رکھتا ہوں اسکے ممنوع ہونے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی ہے

صفحہ ۱۹ میں خدا کے دین میں افراط وتفریط دونوں کو ناروا سمجھتا ہوں خدا کے حکم کا ناقل ہوں حاکم نہیں جس چیز کو خدا نے حلال کیا میں حرام نہیں کر سکتا۔ قربانی گای اضحیہ میں حلال ہے

میں اسکو حرام نہیں کہہ سکتا۔ نہ کسی چیز پر جبر کرنا میں روا سمجھتا ہوں البتہ ترغیب دیتا ہوں کہ جس سے ہو سکے وہ فضل کو اختیار کرے اور تحمل نہ کرے

صفحہ ۲۲ میری نیت اسمیں یہ نہیں ہے کہ ہندوؤں سے ڈر کر یا ان کی جبر و خوشامد سے میں گای کی قربانی کرون اگر یہہ خیال ہے تو غلط ہے ہندو اگر روکینگے تو میں ضرور کرونگا۔ ہمنے محض ہندوؤں کے اتحاد کی غرض سے اپنے شرع کی اجازت و توسُّع پر عمل کیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ قربانی مین یوم الاضحیٰ کے دوسرے جانور بھی قربان کرنا جائز بلکہ افضل ہے مینے وہ اختیار کیا اور اسکی رائے دی۔ اور اسکی سعی کرونگا۔

صفحہ ۲۵ شریعت اسلامیہ کی رُو سے یہ یقینی ہے کہ گاے کی قربانی جائز ہے نہ فرض ہے نہ حرام اور اضحیہ میں گاے کی بھی قربانی ہوسکتی ہے مگر موجودہ حالت میں جیسی گاے کی قربانی ہوتی ہے اس سے عموماً بکری اور مینڈھے وغیرہ کی قربانی افضل ہے اور ہندوؤں کے بلا خوف جبر و بلا خواہش خوشامد گاے کی قربانی اگر ہم نہ کریں تو گنہگار بھی نہ ہوں گے۔

صفحہ ۲۷ قول جامع یہ ہے کہ قربانی گاے کی مباح ہے اور اسکا حکم نیت کے بدلنے سے بدلجاتا ہے گاے قربانی کے لئے خریدی جاوے یا ہندو اسکو زبردستی روکیں اور اسکی قربانی نہ کرنے سے توہین اسلام ہوتی ہو تو ایسی صورت مین قربانی کرنا لازم و واجب ہوجاتا ہے"

فاضل زمانہ عالم یگانہ فقیہ عصر محدث دہر حضرت مولانا محمد عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں رقم فرماتے ہیں۔ نمبر ۹ صفحہ ۴۴ مطبع یوسفی) "گاؤکشی واجب نہیں تارک اسکا گنہگار نہ ہوگا اور جو شخص معتقد اباحت ہو اور گوشت اسکا نہ کہاتا ہو اور نہ ذبح کرتا ہو اسکے اسلام میں فرق نہیں ہیگا۔ ہاں جو گاؤ کو معظم سمجھ کر ذبح نہ کرتا ہو یا اسکے ذبح کو برا سمجھتا ہو اسکے اسلام مین فتور ہوگا اور بقصد اثارت فتنہ گاؤکشی نہیں چاہئے بلکہ ایسے مقام پر کہ جہان فتنہ کا ظن غالب ہو باوجود سلامت اعتقاد کے احتراز اولی ہے واللہ اعلم۔ حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

اور اسی مجموعۂ فتاویٰ کے نمبر ۲۶۴ صفحہ ۲۸ میں مرقوم ہے کہ

"نہ قربانی کردن گاؤ باعث فتورے نیست لیکن بخیال عظمتش و عدم جوازش و حلتش اگر ترک قربانی آن خواہد کرد البتہ در اسلام ہمچو کس فتورے خواہد گشت"

"گائے کے قربانی نہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہے لیکن گائے کی بزرگی یا اسکے ناجائز اور غیر حلال ہونے کے اعتقاد سے اسکی قربانی ترک کیجائیگی تو البتہ ایسے شخص کے اسلام میں خلل واقع ہوگا"

اور بہی متعدد تحریریں ایسی ہیں جن سے افتراء پردازوں کے افتراء سے اور ان کی زبان درازیوں سے حامیان خلافت و ناصران اسلام و ملت کی برأت ظاہر و واضح ہوتی ہے مگر طوالت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے اگر پھر بھی وسوسے اور خدشے باقی رہیں تو انصاف و تحقیق کی نیت سے پیش ہوکر جواب و تشفی حاصل کر سکتے ہیں ورنہ مکابرہ و مجادلہ کرنے والوں کا جواب قیامت تک انبیاء علیہم السّلام سے ہوا ہے اور نہ ہم خاکساروں سے ہوسکیگا۔ فذکر فان الذکری تنفع المؤمنین اس بالا تحریر سے قربانی گاؤ کے متعلق جتنی تحریریں مخالفین ترک موالات حضرات شائع کرکے خلافت کی کارروائی میں خلل اندازی کرتے اور گورنمنٹ کی خوشامد کرتے ہیں ان کا رد بخوبی ہوچکا الحمد للہ علی ذلک

(۹) جناب مولوی ضیاء الدین صاحب اپنی ہر دو تحریروں کھلی چٹی اور جناب ین مولانا صاحب کے خط میں مدارس کی سرکاری گرانٹ کو جائز بتلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"گرانٹ کے متعلق جواب یہہ ہے شرع اجازت دیتی ہے کہ کفار کا مال بجز طریقۂ غبن و خیانت کے جس طریقہ سے چاہیں حاصل کریں یہاں گرانٹ تو ہمارا مال ہے بالفرض کفار کا ہی ہے جب شرع اجازت دیتی ہے تو آپ کسی کو کیا حق کہ منع کریں" (خط بنام ین مولانا صاحب)

اور کھلی چٹی بنام مولانا شررضا صاحب کالم ۴ میں لکھتے ہیں کہ

"مدارس کیلئے گرانٹوں کا قبول کرنا شرعاً جائز ہے ہدایہ میں ہے ولان مالھم مباح فی دارھم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالاً مباحاً اذا لم یکن فیہ غدر (کافروں کا مال مباح ہے لینا مسلم کو جس طریقہ سے ہو بجز غدر کے)

جناب مولانا صاحب کے خط میں شروع میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"غالباً انہوں نے (بقول جناب مولوی صاحب نام نہاد علماء نے) گرانٹ کا لینا ناجائز بتلایا ہوگا کیا انہوں نے یہ بھی بتلایا کہ جو گرانٹ ناجائز اب تک لے چکے ہیں اسکے واپس کرنے کی ضرورت بھی ہے یا نہیں۔ درصورت ثانی اسکی دلیل۔ درصورت اول آپ بہ حیثیت ممبر کمیٹی رقم کا بندوبست کئے ہیں؟ اس سے بھی اطلاع نہیں دیگئی۔ اگر دیجاتی تو البتہ ہمکو بھی آپ اتنی رقم مہیا کرنے کے لئے تحریر کرتے تھے۔ اور یہ بھی نہیں معلوم ہوا کہ جو عمارات آجتک گرانٹ کی تائید سے تعمیر ہو چکے ہیں ان کی رقم ہم کو دینی ہوگی یا وہ عمارات ڈھادئے جائینگے درصورت اول آپ کتنی رقم جمع کئے ہیں۔ اور ہمکو کتنا دینا ہوگا"

جناب مولوی صاحب: آپ کی تحریر کے مطابق اگر گرانٹ ہمارا مال ہے تو اسپر یہ سوال آپ کا کیا پھب سکتا ہے کہ وہ گرانٹ جو اب تک لے چکے ہیں اسکے واپس کرنے کی ضرورت ہے یا نہیں اگر واپس کرنے کی ضرورت ہے تو اسکے لئے کتنی رقم کا تم بندوبست کئے ہیں اور ہمکو کسقدر رقم مہیا کرنے کی ضرورت ہے اطلاع نہیں دئے ہیں اور تعمیروں کی گرانٹ واپس دینگے یا تعمیروں کو ڈہادینگے اور ان تعمیروں کو نہیں ڈھانے کی صورت میں تم کتنی رقم جمع کئے ہیں اور ہمکو کتنا دینا ہوگا۔ افسوس کہ جب آپکے پاس گرانٹ ہمارا مال ہے تو واپس دینے کا سوال فضول ہے اور جب واپس دینا ہی تو ہمارا مال نہیں ہوا۔ مولوی صاحب نے اپنی تحریر جب خلاف حق شائع کی تو اسمیں ایسے ہی متضاد امور ان سے سرزد ہوئے ہیں۔

جناب مولوی صاحب: آپنے اپنی کھلی چٹی میں تعاون کو جائز لکھا اور اسی جائز تعاون میں آپ گرانٹ کو داخل کرتے ہیں اور ہم بھی گرانٹ کو تعاون میں داخل سمجھتے ہیں اگر آپ گرانٹ کی جزئی فقہ سے نہ بتلا سکتے ہیں تو عموماً دشمنان اسلام سے تعاون کو جائز بتلا دیتے تو آپ کو سود پر گرانٹ کے قیاس کرنے کی ضرورت واقع ہوتی۔ ہمنے تو عموماً دشمنان اسلام سے تعاون کو نص قرآن وحدیث و تعامل سلف صالحین رضی سے ثابت اچھی طرح کر دکھایا ہے تو اگر آپ انصاف

فرمائیں تو آپکو روشن ہو جائیگا کہ قیاس وہیں کیا جاتا ہے جہاں نص و حکم شارع کا موجود نہو جہاں نص و حکم موجود ہوتا ہے وہاں قیاس نہیں کیا جاتا۔ کتب اصول کا مشہور مسئلہ ہے کہ فرع کے لئے نص موجود نہ ہو تو اصل کی علت نکالکر اس علت کو فرع میں موجود ہونیکی وجہ سے قیاس کیا جاوے یہ گویا قیاس کی اصل شرط ہے فرع کا نام مقیس اور اصل کا نام مقیس علیہ ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اسکا نام قیاس بمقابلۃ النص رکھا جائیگا اور یہہ حرام ہے۔ افسوس آپنے ایسے کھلے اصولی مسئلہ سے خالی الذہن ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسکے علاوہ آپنے جو عبارت ہدایہ سے نقل کی ہے وہ مسئلہ سود کی بابت ہی جو خود بذاتہ مسئلہ سود ایک ایسی کلی ہے جو کسی کی تعاون و غیر تعاون کی جزئی نہیں ہوسکتی اور یہہ بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ گرانٹ کو سود سے کچھ تعلق نہیں ہے جو وہ اسکی جزئی ہوسکے۔ گرانٹ کو سود کی نظیر بنانا پڑیگا دونکی جسپر قیاس کی ضرورت ہوا اور یہاں جب آپ تعاون کی جزئی گرانٹ کو ٹھہرا چکے ہیں اور تعاون دشمنان اسلام کے ساتھ قرآن و حدیث و تعامل سلف صالحین سے نہ کرنا ثابت ہو چکا تو گرانٹ کا نہ لینا بھی اسی کے ماتحت ثابت ہو گیا۔ اور ہدایہ والی عبارت آپکا لانا بر موقع نہ ہوا۔

اور ناظرین پر یہہ بھی ظاہر ہو کہ جناب مولوی صاحب نے یا تو ہدایہ کی عبارت نہ سمجھی یا ناظرین کو مغالطہ میں ڈال رکھا ہے اب ہم ہدایہ کی پوری عبارت نقل کر کے ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں۔ کہ اس عبارت کا مطلب کیا تھا اور جناب مولوی صاحب نے اسکا کیا مطلب ناظرین پر پیش کیا۔ ہدایہ کی پوری عبارت یہہ ہے کہ

ولا بین المسلم والحربی فی دار الحرب خلافا لابی یوسفؒ والشافعیؒ لہما الاعتبار بالمستامن منہم فی دارنا ولنا قولہ علیہ السلام لاربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب ولان مالہم مباح فی دارہم فبای طریق اخذہ المسلم اخذ مالا مباحا اذا لم یکن فیہ غدر (ہدایہ جلد ۳ صفحہ ۷ مطبع مصطفائی مطبوعہ

نہیں ہے سود درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب میں برخلاف امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ کے کہ انہوں نے قیاس کیا ہے حربی کو دار الاسلام میں امن لینے والے پر اور ہماری یعنے امام ابو حنیفہ کی دلیل آنحضرت صلعم کی حدیث ہے کہ نہیں ہے سود درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب میں اور ہماری دوسری

عقلی دلیل یہ ہے کہ ان حربیوں کا مال مباح ہے دارالحرب میں پس کسی راہ سے بھی اسکو مسلمان حاصل کرے وہ مال مباح ہی ہوگا جبکہ اسمین کوئی عہد شکنی نہ ہو"۔

اور اسیہی ہدایہ کے حاشیہ میں امام زیلعی حنفی کی تخریج سے نقل کیا ہے کہ

قلت غریب وسند البیہقی فی المعرفۃ فی کتاب السیر عن الشافعی قال قال ابو یوسف انما قال ابو حنیفۃ ھذا لان بعض المشیخۃ حدثنا عن مکحول عن رسول اللہ صلعم انہ قال لا ربوا بین اھل الحرب واظنہ قال واھل الاسلام قال الشافعی وھذا لیس بثابت ولا حجۃ فیہ انتھیٰ	حربی اور مسلمان کے بیچ سود نہ ہونے کی حدیث غریب ہے اور ثابت ہی نہیں اور حدیث مسند نہیں بلکہ منقطع ہے راویوں کا سلسلہ ٹوٹا ہوا ہے امام ابو یوسف سے امام شافعی اور ان سے امام بیہقی اسکی سند منقطع نقل کرتے ہیں اور خود حدیث کے لفظوں میں راوی کو گمان بھی ہے ایسی حدیث حجت و دلیل نہیں ہو سکتی ہے انتہیٰ

ہدایہ کے بین السطور حاشیہ میں محشی نے مباح فی دارھم کے ماتحت لکھا ہے کہ

بالاباحۃ الاصلیۃ — ان حربیوں کا مال دارالحرب میں اباحت اصلیہ سے مباح ہے۔

حالانکہ ناظرین کو معلوم ہے کہ جو عقلی دلیل مباح باباحت اصلیہ کی لائی گئی وہ اصولاً امام ابو حنیفہ رح کی دلیل نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت امام صاحب رح اباحت اصلیہ کے قائل نہیں ہیں بلکہ اصل اشیاء میں حظر وحرمت کے قائل ہیں چنانچہ ہمنے کتاب اصول مسلّم الثبوت اور اسکی شرح کشف المبہم سے بخوبی اسکا ثبوت دیدیا ہے۔ خیر۔ مباح باباحت اصلیہ ہو یا نہ ہو اب آپ اصل مطلب کی طرف رجوع فرمائیں اور دیکھیں ہدایہ کی عبارت کو گرانٹ کے مسئلہ سے کتنا تعلق ہے

ہدایہ کی عبارت اور اسکا ترجمہ دکھلا دینے کے بعد یہ عرض ہے کہ کفار کی تین قسمیں ہیں۔

حربی۔ وہ کافر جو دارالحرب میں ہی رہتا ہو۔

مستأمن۔ وہ کافر جو دارالحرب والا ہو اور کسی وجہ سے دارالاسلام میں امن لیکر آیا ہو مگر اسکو وطن نہ بنایا ہو

ذمی۔ وہ کافر جو دارالاسلام میں مسلمانوں کی ذمہ داری پر متوطن ہو گیا ہو اور جزیہ دیتا ہو۔

پچھلے دونوں قسم کے کفار کے جان و مال مثل مسلمان بھائیوں کے جان و مال کے ہم مسلمانوں کے پاس معصوم اور محفوظ ہیں جبتک کہ وہ ہمارے امن و ذمہ میں ہیں۔ اور یہہ حکم ساری اُمت کے اجماع اور حدیث پاک اور قرآن شریف کا ہے اس مسئلہ میں کسی امام کا خلاف نہیں ہے۔ خداوند پاک کا ارشاد ہے کہ

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ الخ اور اگر کوئی مشرکین میں سے تم سے آسرا طلب کرے تو تم اسکو آسرا دو یہ قرآنی زرین اصول و اصل اصول ہے ذمی اور مستامن کی بابت ساری کتب فقہ و حدیث کا۔

پس اگر مولوی صاحب جن سے گرانٹ لینا چاہتے اور جائز بتلاتے ہیں۔ ان کو کیا ذمی یا مستامن کافر سمجھتے ہیں یا حربی؟ اگر ذمی یا مستامن کافر سمجھتے ہیں تو ان سے مولوی صاحب کا گرانٹ لینا جائز نہیں اور اہل حرب اور دار الحرب کا لفظ آگے پیچھے کے کلموں میں موجود ہوتے ہوئے اور اسی کی طرف ضمیر پھرتے ہوئے پھر عموماً کفار کا لفظ ترجمہ میں لانا صریحًا غلطی ہے یا مغالطہ۔

اگر گرانٹ دینے والوں کو جناب مولوی صاحب حربی کہتے ہیں اور اس ہندوستان کو ان حربیوں کا ملک یعنے دار الحرب مانتے ہیں تو پہلے یہ جان رکھیں کہ یہہ متن کا مسئلہ حربیوں سے دار الحرب میں مسلمانوں کا سود لینا متفق بہ نہیں ہے دوسرے اس مسئلہ کی دلیل جو حدیث پیش کیگئی ہے وہ صحیح نہیں جو امام زیلعی حنفی نے فرمادیا ہے کہ یہہ حدیث نہ ثابت ہے اور نہ دلیل ہوسکتی ہے تیسرے اباحت اصلیہ کو عقلی دلیل ٹہرایا گیا ہے جسکو امام ابو حنیفہ رح نہیں مانتے ہیں بلکہ ان کا یہی قول صحیح ہے کہ اصل اشیاء میں حرمت و حظر یعنے ممانعت ہے چوتھے اگر گرانٹ دینے والوں کو حربی اور ہندوستان کو دار الحرب مانتے ہیں تو اسپر سخت درجہ کا ترک تعاون یعنے اس ملک سے ہجرت کرنا لازم آتا ہے۔ چین و خوشی سے یہاں گزارتے ہوئے گرانٹ لینے کی فرصت نہیں ہوتی اور حربیوں کے مقابلہ کی تیاری کرنا پڑتا نہ کہ تعاون۔ سچ ہے کہ ہاتھی کے دکھلانے کے دانت اور ہیں اور چبانے کے دانت اور۔ پانچویں اب ترک موالات کا حکم کرنیوالی جمعیت العلماء اب تک ہندوستان کے پورا دار الحرب ہونے کے قائل نہیں ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ ہندوستان صورۃً دار الحرب ہے اور حکم دار الاسلام کا رکھتا ہے بلکہ واقعی دار الاسلام ہے کیونکہ کتب فقہ کے شروط مختلف ہیں۔ چھٹواں اگر آپ گرانٹ دینے والوںکو